اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / نواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 19/نومبر 2024ء بمطابق ۱۶/جمادی الاوّل ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
4	امن وامان پر بحث۔	14
5	رخصت کی درخواستیں۔	34

☆☆☆

جلد 09 شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 19 ر نومبر 2024ء بمطابق ۱۶ ر جمادی الاوّل ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 50 منٹ پر زیرِ صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ج
لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ج رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنۡ یَّدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ لا لَا بُرۡہَانَ
لَہٗ بِہٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلۡ رَّبِّ
اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

﴿پارہ نمبر ۱۸ سُوۡرَۃُ المئومنون آیات نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸﴾

ترجمہ: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔ سو بہت اُوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا مالک اُس عزت کے تخت کا۔ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اُسکے پاس، سو اُسکا حساب ہے اُسکے ربّ کے نزدیک۔ بیشک بھلا نہ ہوگا منکروں کا اور تو کہہ اے ربّ! معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر صاحب! میری ایک request ہے۔

جناب اسپیکر: جی، جی۔

وزیر خوراک: پہلے ہرنائی میں ہمارے ایک میجر صاحب کی شہادت ہوئی ہے۔ اُسکے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: اچھا فاتحہ خوانی کے لیے؟

وزیر خوراک: جی ہاں فاتحہ خوانی کے لیے۔

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب! سب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر صاحب! میں نیشنل اسمبلی کے ممبر جمال رئیسانی صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے welcome کہتا ہے۔

جناب اسپیکر: بڑی مہربانی۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): ہماری طرف سے بھی۔

جناب اسپیکر: یہ مَیں پوری اسمبلی کی طرف سے اور اپنی طرف سے بھی ایم این اے صاحب کو بلوچستان اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: زہری صاحب! مجھے ایک منٹ ذرا پینل آف چیئر پرسنز اناؤنس کرنے دیں پھر اس کے اوپر مہربانی کر کے میڈم! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ جَزَاکَ اللہ ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں اجلاس کے لیے **پینل آف چیئر پرسنز** کے لیے نامزد کرتا ہوں:

۱۔ پرنس آغا عمر احمد زئی صاحب۔ ۲۔ محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ۔

۳۔ میر زابد علی ریکی صاحب۔ ۴۔ محترمہ اُم کلثوم صاحبہ۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: بلوچستان اس وقت جل رہا ہے اور ہمارے صوبے کے حالات اور خاص کر کوئٹہ کے حالات کو اگر دیکھا جائے تو یہاں ہمارے چوک پر، آپ کی اسمبلی کے سامنے بہت سارے لوگ جمع ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! point of order اِن کو تو خاموش کرا دیں پھر ہم بات کر لیں۔

جناب اسپیکر: Kindly Minister for Revenue and Minister for Irrigation! آپ تشریف رکھیں معزز اراکین کو سنیں ذرا۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! کیونکہ بلوچستان کے جو حالات ہیں اور ہمارے صوبے کے جو موجودہ حالات ہیں امن وامان کے سلسلے میں۔ تو میں یہ چاہتا ہوں اور اپوزیشن کی تمام جماعتیں اور میرے خیال میں میرے دوست بھی یہی چاہتے ہوں گے کہ آج کا جتنا بھی ایجنڈا ہے اس کو ڈیفر کیا جائے 22 تاریخ کے لئے۔ اور آج امن وامان پر ہم بات کر لیں تاکہ یہ مسئلے بھی تھوڑا سا آگے ہم جائیں اور لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں اِن کو ہم کوئی جواب دے سکیں۔ تو میری request یہ ہے کہ آج آپ تمام ایجنڈا کو ڈیفر کر کے امن وامان پر آج کا اجلاس فوکس کیا جائے۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن لیڈر صاحب کو میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہوں گا انہوں نے بالکل صحیح کہا کہ بلوچستان میں امن وامان کا ایک بہت اشو ہے، ضرور یہاں اِس پر بحث ہونی چاہیے۔ اِس میں میری گزارش ہوگی اِس کے لیے اگر آپ ایک دن مختص کر دیں تاکہ سب جتنے بھی اسمبلی کے دوست ہیں وہ اِس میں بھرپور حصہ لیں۔ میری یہ گزارش ہوگی۔

جناب اسپیکر: One by one, one by one.

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! یہ بڑا اہم اشو ہے آج کا دن نہ سوال وجواب کا ہے نہ قرارداد کا ہے نہ سوالات و جوابات کا ہے، سب سے اہم اشو امن وامان کا ہے۔ اگر اگلے سیشن میں ہو اُس سے بہتر ہے کہ آج کیوں نہیں ہو، کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کا point آ گیا ہے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: جناب اسپیکر صاحب! میں اِس پر گزارش کروں گا کہ آج چیف منسٹر صاحب بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ اِس میں کوئی اِتنی سی ایم صاحب بھی کل پرسوں آ جائیں گے۔ آپ ایک دن

مختص کریں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اگر چیف منسٹر یہاں نہیں ہیں تو دو دن چلیں اگلے اجلاس بھی چلیں۔ امن وامان کا مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمیں عوام کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں ساری اسمبلی فارم 47 کے پیداوار ہیں۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب! آپ میری گزارش سنیں آپ کا لیڈر کھڑا ہوا ہے انہوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ آج کا سیشن، ہمیں امن وامان کے اوپر بولنا چاہیے۔ آپ کا point on record آ گیا ہے صرف آپ کے کہنے پر نہیں، آپ کے جو ٹریژری بنچز ہیں اُن کو بھی اعتماد میں لیں گے۔ پہلے اُن کو بھی سنیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ نہیں؟ جی صادق بھائی ایک منٹ۔ کریں گے wait کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! بلوچستان جل رہا ہے لوگ روڈوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں کے بچے اغوا ہو رہے ہیں کل ہماری عورتیں اغوا ہو جائیں گی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ جی ہم گورنمنٹ سے decision لے لیں۔ اگر گورنمنٹ اغوا کار ہے، تو پھر آپ اُن سے decision۔۔۔ اِس چیز میں وہ امن وامان میں اگر بات کرنا نہیں چاہتے ہیں تو وہ باہر نکل جائیں۔ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ہم اپنا فرض پورا کر لیں گے جناب اسپیکر! اس پر اگر آپ debate کرنا نہیں دیں گے تو اسمبلی بھی ہم چلنے نہیں دیں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے۔

جناب اسپیکر: آپ میری رائے کو سنیں گے یا نہیں سنیں گے؟ جی جناب! ایک منٹ صادق صاحب! جی فرمائیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): زہری صاحب! جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم اُس سے سو فیصد متفق ہیں، یہ نہیں کہ ہم متفق نہیں ہیں۔ پورے ٹریژری بنچز تمام اراکین اسمبلی اِس ایشو پر ہمارا موٴقف یہ ہے کہ امن وامان پر یا جو کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ ایک ریکویسٹ ہے کیونکہ وزیر داخلہ نہیں ہے۔ وزیر داخلہ بھی چیف منسٹر صاحب ہیں جو نہیں ہیں اُن کی موجودگی میں ہر ایک، مَیں پیپلز پارٹی کی طرف سے، آپ جمعیت کی طرف سے، جتنے اراکین اسمبلی ہیں جو حالات ہیں بلوچستان کیا س پر کھل کر بات کریں گے۔ ہماری ریکویسٹ یہی ہے کہ سی ایم صاحب موجود ہوں۔ اُن کی موجودگی میں تا کہ قائد ایوان فیصلہ دیں۔

جناب اسپیکر: سر! ایک منٹ don't respond please نعیم بازئی صاحب! فرمائیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

قائد حزب خنلاف: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آ گیا مجھے اپنی رولنگ دینے دیں تا کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اپوزیشن لیڈر یا قائد ایوان جب بھی بات کرنا چاہیں آپ اُن کو بات کرنے دیں گے۔

جناب اسپیکر: اچھا سنیں۔

قائد حزب اختلاف: اگر آپ ہمیں بات کرنے نہیں دیں گے تو پھر ہمارا اسمبلی میں بیٹھنے کا فائدہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: one by one آپ خود اپنے ایک دوسرے کو بولنے کا موقع دیں۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے اِن کا بھی سن لیں۔ پھر اُن کا بھی سن لیں سر۔ رحمت صاحب! آپ زہری صاحب کے ساتھ agree کرتے ہیں؟

میر رحمت علی صالح بلوچ: مَیں agree کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: تو تشریف رکھیں ناں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں ناں! آج ہم عوام کو face نہیں کر پا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! یہ آپ اُس میں بولیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! آپ کے اس صوبے کا پورا سسٹم collapse ہو چکا ہے آپ مجھے یہ بتائیں کہ لا اینڈ آرڈر بحال کرنا آپ کے ادارے کیا کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سنیں، سنیں، اگر آپ نے بات کرنی ہے دیکھیں آپ ایجنڈے پر نہیں آ رہے ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: نو دن سے، پہلے پارٹی کے کارکن کو شہید کیا ہے۔ اور وہ بندہ wanted ہے اس کے خلاف چار، پانچ قتل کی آیف آئی آرز ہیں وہ سر عام دندناتا پھر رہا ہے۔ لیکن اُس نے اکبر کو اسی لیے شہید کیا کہ وہ سوشل ورکر اور ایک سیاسی ورکر تھا۔ آج حالت یہ ہے کہ جس بچے کو اغوا کیا ہے اُس کا والد بزنس مین ہے اِس وجہ سے۔ لوگوں کو حکومت کیا منہ دکھائے گی۔ آج روڈز بلاک ہیں جناب اسپیکر! ہم باہر نکلتے ہیں، یقین کریں تمام بچے اسکولوں میں نہیں جاتے ہیں، مریض ہسپتالوں میں نہیں جا رہے ہیں۔ کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پھر کیا فائدہ اُس لاء اینڈ آرڈر کا۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ آج اگر ہم اپنے عوام کے لئے نہیں بولیں گے تو عوام نے ہمیں کس لئے ووٹ دے کر اِدھر بھیجا ہے۔

جناب اسپیکر: رحمت صاحب! جو آپ ڈیمانڈ کر رہے ہیں اُس کی خود نفی کر رہے ہیں، آپ کے پھر ٹائم کا کیا فائدہ جو آپ ساری باتیں ابھی کر رہے ہیں۔ تو لاء اینڈ آرڈر پر بولنا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! جو ہم دیکھ رہے ہیں جو سرد مہری ہے، لوگوں کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے لوگ

مایوسی اور عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ لوگوں کو کوئی ایسا ماحول feel نہیں ہو رہا کہ ہماری حفاظت کے لیے کون ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! اس طرح ہے۔ اچھا میری طرف توجہ، پلیز صادق بھائی! آنرایبل صادق! آپ تشریف رکھیں پلیز سنیں ایک منٹ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ لوگ سب اتفاق کرتے ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کے ایسے ایشوز ہیں جو کہ صرف اپوزیشن سے نہیں بلکہ ٹریژری بینچز سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اِس کے لئے ایک مخصوص دن، کل کا دن رکھتے ہیں، آپ تجویز دیں یا پھر پرسوں کے سیشن میں جس میں ہم آئی جی پولیس، چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کو طلب کریں گے اور ساتھ ساتھ چیف منسٹر اور ہوم منسٹر کی بھی حاضری ہو جائے گی تاکہ سب اِس پر بات کریں ۔۔۔(مداخلت۔شور) آئے گا، آئے گا۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آئی جی نہیں آئے گا۔

جناب اسپیکر: آئے گا۔

میر زابد علی ریکی: چیف سیکرٹری کو ہم لوگوں نے پہلے اجلاسوں میں نہیں دیکھا ہے۔

جناب اسپیکر: آئے گا۔ مَیں آپ سے کہہ رہا ہوں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب خدارا مَیں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ بلوچستان کا امن و امان خراب ہے آج اس پر بحث ہو جائے جس کو بات کرنا ہے وہ بات کرے۔ جناب اسپیکر صاحب! صادق صاحب! میں بات کر رہا ہوں، چھوڑیں ناں ہم بات کرنے آئے ہیں ہم اِسی حوالے سے بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! آپ تعاون نہیں کر رہے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: بلوچستان کے عوام کے لئے آپ ہمیں نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ آج جناب اسپیکر صاحب! آج اِن چوکوں پر کیا ہو رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! آپ بتا دیں۔ 65 اراکین سب اس میں شامل ہیں۔ کل پرسوں سے ہڑتال ہے شٹر ڈاؤن ہڑتال ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! روڈز بند ہو رہے ہیں۔ خدارا میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ اگر چیف منسٹر یہاں نہیں ہیں تو کل بھی اس پر بحث رکھیں اور آج بھی، پرسوں بھی بحث ہو۔

جناب اسپیکر: سنیں سنیں، دیکھیں! آپ سنیں ناں۔ میں نے آپ کو ایک تجویز دی ہے۔ دیکھیں! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں پلیز۔ برکت رند صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ پلیز ایک منٹ بیٹھیں سر۔ ایک منٹ کے لیے زابد علی ریکی صاحب کو، ذرا سنیں سنیں سنیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ کہہ رہے ہیں کہ جی چیف سیکرٹری اور آئی جی آجائیں۔ بھئی آپ گورنمنٹ ہیں۔ آپ جوابدہ ہیں لوگوں کو۔ آپ وزیر ہیں۔ آپ کو portfolio دیا گیا ہے آپ ذمہ دار ہیں امن وامان کے۔ آپ کہہ رہیں کہ جی چیف سیکرٹری اور آئی جی آجائیں عجیب تماشہ ہے۔ چیف سیکرٹری اِن کے انڈر ہے یا وہ اِس کے انڈر ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ اس طرح ہے۔

قائد حزب اختلاف: چیف سیکرٹری کس کے انڈر ہے یہ مجھے بتایا جائے؟

جناب اسپیکر: مَیں آپ سے گزارش کردوں۔ مَیں زابد ریکی صاحب کو بتادوں۔

قائد حزب اختلاف: ڈسپلن کا خیال نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سر! ڈسپلن کا خیال رکھیں پلیز۔ مَیں آپ کو، ٹھیک ہے آپ کی بات آگئی آن ریکارڈ۔ سلیم! ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ زابدعلی ریکی صاحب، اصغر صاحب بیٹھ جائیں اب۔ اوئے یار! آپ لوگ آپس میں ایک منٹ مشورہ تو کرلیں کم ازکم، آپ ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ دیکھیں! اگر آپ سیریس ہیں۔۔۔(مداخلت) سنیں سنیں، اگر آپ سیریس ہیں ایک منٹ، ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز۔ اگر آپ سیریس ہیں اس issue کو takeup کرنے میں تو صرف point scoring کے لیے نہیں بلکہ میں نے کہا اِس کو بامقصد ہونا چاہیے۔ بامقصد یہ ہے کہ یہاں کسی ایم پی اے کے پاس کوئی ایگزیکٹو آرڈر نہیں ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کو راتوں رات ٹھیک کرے۔ بشمولِ ٹریژری بینچز۔ گزارش یہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے یہ پوائنٹ پہنچانا ہے، جنہوں نے اِسکے اوپر عمل کرنا ہے اُن کی یہاں موجودگی ضروری ہے تاکہ وہ یہاں بیٹھیں آپ کی بات کو سنیں۔ اور آپ کی بات آن ریکارڈ آجائے۔ کل کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہاں کوئی ذمہ دار شخص کو نہیں بٹھایا گیا تھا جس کو یہ ساری باتیں بتانی تھیں۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ جب ہم دو گھنٹے مخصوص اِس پر بحث کریں گے۔ اُس میں اِن تمام افراد کی یہاں موجودگی ضروری ہے۔ تاکہ آپ کا جو مقصد ہے وہ کم ازکم کسی حد تک پورا ہو جائے۔ اُن کو یہ بات آپ کی پہنچ جائے گی وہ سنیں گے اِس چیز کو۔ اُس پر پھر ہم جواب طلب کریں گے کہ بھائی آپ ہمیں کتنے دنوں میں اِس کے متعلق رپورٹ پیش کریں گے کہ لاء اینڈ آرڈر یہ ہے کسی کی بازیابی یا سسٹم کیسے کریں گے آپ۔ اب ہمیں کب جواب دیں گے؟ تو اس لیے اگر مَیں اور آپ بولتے رہیں گے اور ذمہ دار آدمی نہیں ہوگا جس کو سنانا ہے۔ فائدہ کیا ہے اُس چیز کا۔۔۔(مداخلت) سر! ایوان بااختیار ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! سب سے زیادہ بااختیار آپ ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ آج آپ دیکھیں یہ دھرنا بیٹھا ہوا ہے۔ اُس باپ سے پوچھو جس کا بیٹا اغوا ہوا ہے کہ افسوس کیا کیا جائے کہ آپ کے اختیارات یہ ہیں کہ ہرنائی کا DC معطل ہوتا ہے۔ زیارت کا DC معطل ہوتا ہے۔ اور DC کوئٹہ لندن سے ہمارے سیاسی لوگوں کو

دھمکیاں دیتا ہے اور قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ اُس کے voice note ہیں۔ آج آپ کے پاس اختیار نہیں ہے۔ یہاں سیاسی بندے خودکش حملے میں شہید ہوتے ہیں۔ کسی کو یہاں معطل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ دیکھیں!

جناب اسپیکر: اسمبلی بااختیار ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: اسمبلی بااختیار ہے۔

جناب اسپیکر: Yes.

میر رحمت علی صالح بلوچ: اگر یہ عوامی نمائندہ اسمبلی ہے اِسکو اپنے اختیارات استعمال کرنے چاہئیں۔ نہیں تو یہ صوبہ جل رہا ہے اور یہ سرزمین خون آلود ہو چکی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ اسمبلی بااختیار ہے۔ اسمبلی کا ایک لیڈر ہے جو کہ یہاں Leader of the House ہے۔ ان کی موجودگی ضروری ہے۔ وہ ہمارے آپ سب کے راہنما ہیں اُنہوں نے اس کے اوپر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا آپ سنیں اُن کو۔۔۔(مداخلت۔شور) one by one, one by one.

سیّد ظفر علی آغا: بلوچستان کے طول وعرض میں جائیں کہ یہ اسمبلی سیریس ہے۔ اور جو دھرنا یہاں پر ہو رہا ہے ہم اسمیں سیریس ہیں۔ اور یہ بتا دینا چاہتے ہیں، loud and clear message جانا چاہیے کہ بلوچستان جو جل رہا ہے اِس پر اگر ہم دو تین دن ڈیبیٹ کریں، so اسمیں کیا مشکل ہے۔

جناب اسپیکر: اگر ہم اس طرح کریں ایک منٹ میری ایک گزارش سنیں۔

سیّد ظفر علی آغا: آج اگر ہم اس پر ڈیبیٹ کر لیں اسپیکر صاحب! کل قائد ایوان بھی آ جاتے ہیں۔ آئی جی بھی آ جاتے ہیں۔ کل بھی رکھ لیں اس میں کوئی پرابلم نہیں ہے میرے خیال میں۔۔۔(مداخلت)۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! میری گزارش آپ سے یہ ہے۔ ایک تجویز ہے میری اگر آپ کے دو بندے، آپ کی اپوزیشن کے اور دو بندے ٹریژری بینچز کے آپ پانچ منٹ کے لیے باہر چلے جائیں اور اس پر decide کر لیں کہ آج کے سیشن کو آپ نے امن وامان کیلئے رکھنا ہے یا پھر اگلے سیشن کو اسکے لیے مختص کرنا ہے، کیسا رہے گا؟

قائد حزب اختلاف: ڈاکٹر صاحب پلیز یار! اِسکو ایک دفعہ بٹھائیں۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: جب پہلے کسی چیف سیکرٹری کا کچھ نہیں بگاڑا بعد میں کیا کر لو گے۔ پورا سیشن آٹھواں نواں سیشن ہے آج تک کوئی سیکرٹری تین دفعہ پہلے بھی مَیں بتا چکا ہوں کہ ادھر کوئی سیکرٹری آ ہی نہیں رہا ہے۔ آج بھی ہم لوگ بات کریں گے۔ یہ ایوان جو ہمارے لیڈرز بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی صادق عمرانی صاحب! آپ بتائیں؟

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! آپ تھوڑا سا مجھے ایک چیز بتادیں۔آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔جی۔

قائد حزب اختلاف: ہم کیوں باہر جا کر کے اِس بات کو وہ کرلیں۔آپ کا اختیار ہے آپ اختیار دے دیں۔اُن کو بھی بات کرنی ہے اور ہم نے بھی بات کرنی ہے۔وہ گورنمنٹ ہے اور آپ اختیار دار ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! اُن کی رائے، میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔

قائد حزب اختلاف: آپ اپنے اختیارات ہمیں کیوں دینا چاہتے ہیں۔بات کرنے میں حرج کیا ہے۔آج اگر بات کریں گے تو میرے خیال میں اسمیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے گورنمنٹ کی شان میں گستاخی ہوگی یا ہماری شان میں ہوگی۔تو اِس پر ہم بات کریں۔اُن کو بھی امن وامان کا مسئلہ ہے اور ہمیں بھی ہے بلوچستان سب کا ہے۔مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ بلوچستان صرف اپوزیشن والوں کا ہے یا ٹریژری بینچز والوں کا ہے۔بلوچستان ہم سب کا ہے اسکے لئے ہم سب نے سوچنا ہے۔اُنہوں نے بھی سوچنا ہے اور ہم نے بھی سوچنا ہے۔ہم اُن کو مفید مشورے دینگے۔یہ نہیں کہ ہم ان پر تنقید کریں گے کوئی اس سے ڈر رہا ہے۔ہم مفید مشورے دینگے ہم اُن کی باتیں مانیں گے اُن کی طرف جائیں گے ہم اپنی باتیں کہیں گے۔پھر ملا کے اس میں سے جو بھی نچوڑ نکلتا ہے اِس پر عمل کریں گے۔بلوچستان جل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ok۔جی صادق عمرانی صاحب! ایک منٹ صادق عمرانی صاحب کو بولنے دیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جناب اسپیکر! ظاہر ہے کہ ہم بھی اس پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے جدوجہد کر کے یہاں آئے ہیں۔جو ایشوز ہیں، اپوزیشن کے دوستوں نے وضاحت کی ہے۔کھلے عام سب لوگوں نے جتنے بھی اراکین اسمبلی ہیں سب متفق ہیں۔لیکن ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔طریقہ کار یہی ہے کہ قائد ایوان اِس وقت نہیں ہیں۔وہاں ایک اہم ایشو میٹنگ ہے جس کے لئے وہ گئے ہوئے ہیں۔آج شام یا کل تک آئیں گے۔جیسے آپ نے تجویز دی ہے ایک دن مقرر کرتے ہیں۔مَیں یہاں چیف منسٹر کی طرف سے یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری یہاں موجود ہونگے۔اُن کی موجودگی میں کھل کے بات کریں گے۔ہمارا بھی دل جلتا ہے۔ہماری بھی ہمدردیاں ہیں۔ہمارے بھی بیٹے ہیں۔جو احتجاج پر بیٹھے ہیں ہم اُن سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں۔نہ صرف اظہار ہمدردی رکھتے ہیں ابھی آپ کی موجودگی میں آپ سے آپ کے دفتر میں باتیں ہوئیں۔جو طریقہ کار ہے اُسکے مطابق، مَیں اپنے دوستوں سے ریکویسٹ کرتا ہوں ظاہر ہے کہ بحث آپ بھی کریں گے ہم بھی کریں گے۔اُس کا جواب دینے کی ذمہ داری چیف منسٹر صاحب کی ہے۔چیف منسٹر کو آج موقع دے دیں کل وہ آجائیں گے۔۔۔(مداخلت)۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! میری گزارش سن لیں۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! مَیں ٹریژری بینچز کے دونوں پارلیمانی لیڈروں سے، باقی دوستوں سے گزارش کرتا ہوں یہ اِتنا بڑا ایشو نہیں ہے اسپیکر صاحب! اگر آپ لوگوں نے بات کرنے نہیں دی اِسکی گورنمنٹ کے خلاف negative message جائیگا۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی چیزیں utilize ہو جائیں ورنہ ہم بات نہیں کریں گے ہم اُٹھ کے جائیں گے اُن کے پاس کہ بھائی! گورنمنٹ نے بات نہیں کی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں یہاں سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، notes لے رہے ہیں سی ایم صاحب کو بیشک آنے دیں پرسوں وہ بھی ہم اس پر بات کرلیں۔ اِس کو آپ ایشو نہیں بنا دیں۔ میرے خیال میں یہ issue fire back کرے گا گورنمنٹ کے حوالے سے ہماری اپوزیشن کے حوالے سے نہیں۔ وہ کہے گا کہ جی ہم جائیں گے، ہم کہتے ہیں کہ جی گورنمنٹ نے ہمیں بات کرنے نہیں چھوڑا۔ پھر کیا ہوگا؟ thank you sir.

جناب اسپیکر: جی نور محمد دمڑ صاحب۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): تجویز تو ڈاکٹر صاحب کی یقیناً اچھی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ بیشک اگر ہمارے دوست آج بضد ہیں مَیں نے سنا ہے۔ اگر آپ موقع نہیں دینگے یہ واک آوٹ کریں گے۔ واک آوٹ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہم نہیں بولیں گے۔ بیشک وہ ایک دو یا تین بندے جتنے بھی ہیں وہ اسی topic پر بولیں۔ اُس کے بعد ہم اگلے دن اُسکو جواب دینگے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی آجائیں گے۔ اور ہوم منسٹر کی ذمہ داری بھی اُنکے ساتھ ہے۔ اور اے سی ایس ہوم وغیرہ سارے۔ ہم، یہ جو کچھ کہیں گے، بلوچستان تو آج سے تو نہیں جل رہا ہے کہ یہ لڑکا آج اغوا ہوا ہے بس آج ہی یہ اگر برآمد بھی ہو جائے تو بس بلوچستان کے حالات ٹھیک ہو جائینگے۔ آج سے، پہلے دن کے حساب سے سینکڑوں لوگ اغوا بھی ہوئے ہیں اور لوگ مرے بھی ہیں۔ اور دھماکوں میں بھی مرے ہیں۔ لیکن اس پر یقیناً بحث ہونی چاہیے۔ اِن کی بات کو کسی حد تک ہم second کرتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ اچانک آپ کے ذہن میں بات آگئی کہ آج اس پر debate کرنی ہے۔ یہ کونسا طریقہ ہے کہ کم سے کم ایک ذمہ دار شخص ہے سی ایم صاحب وہ یہاں آکر بیٹھ جائیں گے۔ اے سی ایس ہوم آکے یہاں بیٹھ جائیں گے، آئی جی آکے یہاں بیٹھ جائیں۔ کم سے کم ہمیں بھی بتا دیں لیکن ہمارے دوستوں کی طرف سے کہتے ہیں کہ کابینہ کے ممبرز ہیں۔۔۔ (مداخلت) بھئی دیکھیں! آغا صاحب! آپ ہمیں بھی سن لیں۔ دیکھیں لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری ایک خاص ذمہ داری ہے۔ یہ ہر فرد ہر کابینہ کے ممبر کے ساتھ نہیں ہے اسمیں secrecies ہوتے ہیں۔ اس میں top secrecy ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مَیں کابینہ کا ممبر ہوں مجھے سب کچھ کا پتہ ہونا چاہیے۔ لیکن بات اِس طرح تو نہیں ہے۔ کل ذمہ دار لوگ آکر بیٹھ جائیں گے۔ اگر آپ لوگوں کو خوامخواہ ضد

ہے، شوق ہے۔ تو مَیں کہتا ہوں کہ دو تین بندوں کو بات کرنے دیں۔ ہم نہیں بولیں گے ہم کل respond کریں گے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

(اِس موقع پر اپوزیشن کے اراکین اسپیکر ڈیسک کے سامنے احتجاجاً بیٹھ گئے)

جناب اسپیکر: اچھا سنیں۔ اچھا ایک اور۔ سلیم صاحب ایک منٹ۔ اچھا زابد علی! میری ایک اور تجویز ہے آپ لوگوں سے۔ مَیں آپ لوگوں کے توسط سے اپوزیشن کے سامنے۔۔۔ (مداخلت) خیر جان! ایک منٹ سنیں آپ۔

جناب خیر جان بلوچ: جیسے کہ ہمیں میڈیا کا شوق ہے یا کسی اور چیز کا۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں تو صحیح۔ آپ سنیں گے۔ خیر جان! بیٹھ جائیں ایک منٹ! سنیں سنیں مَیں ایک اور تجویز دے رہا ہوں۔ ایک اور تجویز دے رہا ہوں آپ کو مَیں ایک اور تجویز۔ اچھا سنیں آپ علی مدد۔ میری ایک اور تجویز ہے اپوزیشن سے۔ اگر ہم اِن کیمرہ اجلاس رکھتے ہیں جس میں ہمیں آئی جی صاحب یہاں آ کے بریف کریں تقریباً تو آپ کی رائے کیسی ہے؟ جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت): جی جی شکریہ جناب اسپیکر۔ جس طرح ہمارے دوستوں نے، اِن کا بھی تعلق بلوچستان سے ہے، ہم سب کا ہے۔ اگر ہمارے دوست چاہتے ہیں تو میری بھی ریکویسٹ یہ ہے کہ انکو موقع دیا جائے۔ کیونکہ ہم حکومتی نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر سی ایم صاحب نہیں ہیں تو ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے دوستوں کو جواب دینگے۔ اِن کو کچھ چھوڑ دیا جائے آج ہم اس پر بحث کریں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بالکل اِن کو بحث کرنے دیں سر۔ ہم بیٹھے ہیں ہم جواب دینگے ہمارے بھائی! بس چھوڑ دیں۔ مگر اپوزیشن لیڈر ایک طرف سے ہماری پارٹی کے لیڈر مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر ایک ایک بندہ بات کریں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کی بات آ گئی۔ جی صادق عمرانی صاحب! کیا decide کیا ہے۔ Order in the House please.

وزیر آبپاشی: جناب اسپیکر! جو وہ کہنا چاہتے ہیں وہی ہم بھی کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی: عرض یہ ہے کہ جو شخص ذمہ دار ہے۔ آپ اسپیکر ہیں آپ کے اختیارات کچھ اور ہیں وزراء کے اختیارات اور ہیں۔ چیف منسٹر ذمہ دار ہیں۔ ہم یہ request کرتے ہیں کہ چیف منسٹر، آئی جی، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری موجود ہوں، سب دوست بات کریں۔ اگر دوست بضد ہیں۔ چلو بات کرلیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جواب دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: done ہے۔ایک منٹ hold کریں جی زہری صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں یا پھر اس کو ہم اُنکی موجودگی میں رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: صبح سے بول رہے ہیں کہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ کریں۔ جی سنیں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔شکریہ جناب اسپیکر۔ اور شکریہ میں اپنے دوستوں کا بھی ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے بھی ہمیں اِس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دے دیا۔ میں اُنکے پارلیمانی لیڈرز کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور باقی دوستوں کا اور میرے اپوزیشن کے دوست۔ جناب اسپیکر دیکھیں امن وامان۔۔۔

(خاموشی۔اذانِ عصر)

جناب اسپیکر: جی زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! current issue تو ہمارے پاس یہ ہے کہ دیکھیں! بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔آپ کے ریلوے اسٹیشن پر جس طرح ہوگیا، جس طرح قلات میں ہوگیا، جس طرح پنجگور میں یا ہمارے ہرنائی میں اور اُس کے علاوہ دُکی میں یا دوسری جگہوں پر امن وامان کا مسئلہ اِتنا خراب ہو چکا ہے۔ اگر ہم اس پر بات نہیں کریں گے۔ میرے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تنقید کرتے ہیں بخدا ہمارا کوئی وہ نہیں ہے کہ ہم کسی پر تنقید کریں۔ یہ بلوچستان ہمارا ہے اور اُن کا ہے اس کو ٹھیک کرنا ہے۔ ہم بھی ووٹ لیکر آئے ہیں وہ بھی ووٹ لیکر آئے ہیں اور یہاں ہم بیٹھے ہوئے ہیں ایک ادارے میں اور یہاں ہم جو بات کریں گے ظاہر ہے ہم اُن کو مشورہ دیں گے وہ گورنمنٹ ہے وہ اپنے آپ کو سمجھیں۔ وہ گورنمنٹ، گورنمنٹ اپنے آپ کو یہ سمجھ لیں اور اس پر اسٹینڈ لے لیں۔ یہ نہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب نہیں ہیں تو پھر ہم پوری اسمبلی کو چھوڑ دیں۔ اگر وزیراعلیٰ نہیں ہیں تو دورے ایشوز بھی وزیراعلیٰ سے منسلک ہیں۔ تو جناب اسپیکر! current issue جو ہمارے پاس ہے، آپ کے، ہم سب چور دروازوں سے، کہاں سے اسمبلی پہنچے ہیں، یہ آپ کو بھی احساس ہوگا، آپ بھی خود میرے خیال میں اُنہی راستوں سے آئے ہیں جن راستوں سے ہم آئے ہیں۔ کیونکہ آپ کی اسمبلی کا راستہ بند ہے، آپ کا گیٹ بند ہے، آپ کا پورا ایریا بند ہے۔ آپ اگر اِنکو دیکھا جائے یہ میرے خیال میں چوتھا پانچواں دن ہے ایک فیملی کا ایک بچہ اغوا ہوتا ہے آٹھ سال کا بچہ اغوا ہوتا ہے۔ پہلے اُس فیملی کے ایک بندے کو اُٹھا کے اُسکو شہید کیا گیا اُسکے بعد اُسی فیملی کے آٹھ سالہ بچے کو اغوا کرلیا گیا ہے اور آج انکے لواحقین ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں بخدا ہم میں سے کوئی اُن سے آنکھیں نہیں ملا سکتے کیونکہ ہم ذمہ دار ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ ہم سب بیٹھے ہیں ہم ذمہ دار ہیں کہ ہمیں انہوں نے منتخب کیا ہے۔

یہ 65 بندے یہاں آئے ہیں۔ ہم سب اس چیز کے ذمہ دار ہیں اور گورنمنٹ ہم سے زیادہ ذمہ دار ہے اس چیز کا۔ آج ہم اُن سے آنکھیں نہیں ملا سکتے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم ان پر بات بھی نہیں کریں ہم ان پر کوئی نوٹس نہیں لے لیں چیف سیکرٹری کو یہاں آنا چاہیئے۔ آئی جی کو آنا چاہیے یہاں کیوں نہیں آرہے ہیں؟ اُن کو تو ہر اجلاس میں یہاں آنا چاہیئے۔ ہم اگر چیف سیکرٹری کا انتظار کرتے ہیں۔ آئی جی کا انتظار کرتے ہیں تو میرے خیال میں ہمارے مسئلے حل نہیں ہوں گے جناب اسپیکر! پہلے بندوں کو اٹھاتے تھے اغوا برائے تاوان کے لئے۔ پھر اُسکے بعد نوجوانوں کو اٹھانا شروع کیا آج بچوں کو اٹھانا شروع کیا۔ کل ہمارے گھروں سے ہماری عورتوں کو بھی اٹھانا شروع کردیں گے۔ تب ہم کہاں جائیں گے؟ بلوچستان کی روایتیں کہاں جائیں گی؟ ہم کہتے ہیں کہ ہم اِن کو discuss نہیں کریں ہم ان پر ایکشن نہیں لے لیں آج آٹھ سالہ بچہ اغوا ہوگیا ہے ہماری آنکھیں شرم سے ڈوبی ہوئی ہیں کہ آٹھ سالہ بچہ اغوا ہوجاتا ہے اور آج تک گورنمنٹ نے چار دن ہوگئے ہیں کوئی جواب نہیں دے رہا ہے کہ جی کیا ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے۔ آپ جناب اسپیکر! آپ اپنے بچوں دیکھ لیں میں اپنے بچوں کو دیکھ لوں۔ آٹھ سال کا بچہ کسی کے گھر سے جاتا ہے اُس ماں سے پوچھ لیں۔ اُسکے باپ سے پوچھ لیں اسکی بہن سے پوچھ لیں تب آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ جی آج ہم debate کریں یا نہیں کریں۔ ہمارے سوالات سے ہم سے زیادہ ہیں یہ چیزیں کہ ہم ان چیزوں کو discuss نہیں کریں۔ آج تک کوئی گیا ہے انکے پاس اسمبلی کا کوئی بندہ؟ کوئی ذمہ دار بندہ گیا ہوا ہے کہ جاکے ہم اس کو تسلی تو دے دیں کہ آپ کا بچہ گیا ہوا ہے۔ میں وہی کہہ رہا تھا repeat کررہا ہوں کہ وہ بچہ آپ کا ہوتا میرا ہوتا یا اللہ نہ کرے کسی اور دوست کا ہوجاتا تو ہم کیا کرتے؟ ہم یہی discuss کرلیتے کہ جی آج ہم اس پر بات نہیں کریں گے جب سی ایم صاحب آجائیں پھر بات کرلیں گے۔ ایک ایک منٹ اُنکے لئے جو آگ میں جل رہے ہیں۔ ایک ایک منٹ اُنکے لواحقین پر وہ آگ میں جل رہے ہیں اور ایک ایک منٹ اُنکے لئے بھاری پڑ رہا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جی آج نہیں کل اور کل نہیں پرسوں، پرسوں نہیں ترسوں بات کریں گے۔ جناب اسپیکر! اِس پر اِن کو سوچنا چاہیئے ہم سب کو سوچنا چاہیئے ہمیں بٹھادیں ہم بیٹھیں گے ہمیں بلالیں کہیں بھی بلالیں ہم آنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں گورنمنٹ بلالے ہم بیٹھیں گے اس پر discuss کریں گے اس پر بات کریں گے اس پر ہم ذمہ داروں سے پوچھ لیں گے کہ جی آپ نے کیا کیا ہے۔ ذمہ دار تو کوئی نہیں ہورہا ہے۔ گورنمنٹ کہتی ہے کہ میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ دوسرے کہتے ہیں کہ ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ تو جائیں کہاں؟ جناب اسپیکر! سب سے current issue تو یہ ہے اِس پر ہمیں تسلی دی جائے اور انکا جو دھرنا ہے اِس پر کچھ بتایا جائے کہ جی اِس پر آج تک گورنمنٹ نے کیا کیا ہے کیا نہیں کیا ہے تاکہ ہم انکے پاس جائیں تو ہماری آنکھیں کم از کم شرم سے جھکی نہ ہوں۔ تو اُن سے بات کرنے کے لئے گورنمنٹ اِتنا ہمیں موقع دے دے۔ کہ ہماری آنکھیں تھوڑی سی اوپر ہوں اور ہم اُن سے بات

کر سکیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر! اس کے علاوہ۔۔۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! مَیں interrupt کر رہا ہوں اگر آپ چاہتے ہیں آپ لوگوں کی رائے ہے کہ ابھی مَیں بلالوں چیف سیکرٹری اور آئی جی کو تو اُن کو بھی بُلا لیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب! آئی جی صاحب کو اور چیف سیکرٹری صاحب دونوں کو اور ہوم سیکرٹری تینوں کو بلالیں۔

وزیر آبپاشی: اجلاس کو adjourn کرتے ہیں اُن کی موجودگی میں ہو۔

جناب اسپیکر: پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کر دیتے ہیں تب تک وہ آتے ہیں پھر اُن کے سامنے بات کرتے ہیں تقریباً۔ پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے وقفہ کے بعد 05 بجکر 10 منٹ پر جناب اسپیکر کی سربراہی میں دوبارہ شروع ہوئی)

جناب اسپیکر: السلام علیکم۔ تشریف رکھیں پلیز۔ پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد اسمبلی کا اجلاس دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ اور main issue پر آنے سے پہلے مَیں آج کا اسمبلی کا جو ایجنڈہ تھا اُنکو next session تک defer کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ میں صادق عمرانی صاحب کو اور علی مدد جتک صاحب کو پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے Deputy Leader of the House اور Leader of the House بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اب چونکہ ہمارا جو ایجنڈہ ہے وہ صرف اور صرف امن وامان کے حوالے سے ہے۔ سب سے پہلے مَیں آپ سے گزارش کر دوں کہ مَیں نے تھوڑی دیر پہلے چیف سیکرٹری صاحب کو، آئی جی صاحب کو اور ہوم سیکرٹری صاحب کو طلب کیا تھا۔ آج چونکہ جیسے آپ سب کو علم ہے کہ آج اسلام آباد میں Apex Committee کی میٹنگ تھی۔ اُس میں ہمارے چیف سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب دونوں وہاں اسلام آباد میں ہیں۔ اور پھر ہم نے کمشنر کوئٹہ ڈویژن کو کال کی ہے وہ پہنچ چکے ہیں۔ اے آئی جی صاحب آئیں گے اُن کے آئی جی صاحب کے behalf کے اوپر۔ اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ Ex-Pakistan Leave پر ہے۔ اور ہوم سیکرٹری صاحب ہمارے پاس آچکے ہیں۔ لہٰذا آپ کا سیشن شروع کرتے ہیں۔ جی اپوزیشن لیڈر صاحب زہری صاحب! مہربانی کرکے۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ کچھ باتیں تو میں نے پہلے عرض کر لیں کہ جو دھرنا ہو رہا ہے اِس پر آپ نے focus کرنا ہے کہ اِسکے لیے کیا لائحہ عمل طے کریں۔ اور ابھی ذمہ داران بھی آچکے ہیں بلکہ ہم پورا ہاؤس ذمہ دار ہے اُس پر مَیں نے بات کی ہے اور اُس کے بعد میں دوسری، تھوڑی سی اگر ہم امن وامان کی دوسری چیزوں پر جائیں۔ دیکھیں! پولیس کا کام ہے امن وامان بحال رکھنا۔ اور کسٹم کا کام ہے کہ وہ anti-sumggling چیزوں کو کنٹرول کرنا۔ ہم نے کیا کِیا ہے پولیس کو دے دیا ہے کسٹم کا کام۔ اور اُن کو دے دیا ہے پولیس کا کام۔ اگر آپ کسی ڈاکٹر کو

لے جائیں گے کہ جی آپ آجائیں آپ اسکول میں پڑھائیں اور اسکول والے کو لے جائیں گے کہ جی آپ آکر ڈاکٹری کرلیں۔تو میرے خیال میں یہ میچنگ نہیں ہوگی۔کیونکہ ابھی چوکوں پر کھڑے ہیں۔دیکھیں فی الحال ہمیں چیلنجز کیا ہیں؟ فوری طور پر ہمارے چیلنجز یہ ہیں کہ امن وامان پورے صوبے میں خراب ہے اور کوئٹہ میں خراب ہے۔ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہماری پولیس کھڑی ہوئی ہے صبح سے شام تک کابلی گاڑیوں کو روکو کو غذات والی گاڑیوں کو روکو۔اِس کو چیک کرو اُس کو چیک کرو۔بھئی اگر آپ کے چیک کرنے سے، آپ مجھے بتادیں کہ جتنے دن کابلی گاڑیوں کے لیے کھڑے ہیں، اُتنے دن اگر یہ لوگ اچھے طریقے سے اپنی ڈیوٹی پر ہوتے تو آج میرے خیال میں یہ بچہ اغوانہیں ہوتا۔جناب اسپیکر! ہم اپنی چیز کو تو سمجھ لیں۔کسٹم کو ہم نے کیوں بنایا ہے؟ بند کرلیں کسٹم کو۔کسٹم کو کسٹم ایکٹ دے دیں۔اگر آپ، مَیں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی چیک پوسٹ پر کوئی بھی ہمارا محافظ کھڑا ہوا ہے، وہ صرف زمیاد گاڑیوں کے لیے کھڑا ہوا ہے۔کہ زمیاد والا یہاں سے گزرے گا اور اِس سے ہم بھتہ لے لیں گے۔ہم اپنی چیزوں کو تو سمجھیں خدارا۔ ہمارا زور کیا ہے۔جب ہم پر زور آتا ہے ہم یہاں بات کرتے ہیں۔صبح کیا ہوتا ہے میری گاڑی کو بھی ہاتھ دیں گے۔اصغر کی گاڑی کو بھی ہاتھ دے دیں گے۔صادق عمرانی صاحب کی گاڑی کو ہاتھ دے دیں گے کہ جی آپ نے کل بات کی ہے ہمارے خلاف۔ہم کسی کے خلاف نہیں ہیں پولیس، ایف سی، لیویز ہماری ہے اور ادارے ہمارے ہیں۔اِن کو ٹھیک کرنا ہمارا کام ہے۔ہم مشورہ دے دیں گے۔جتنے دنوں سے حالات خراب ہوگئے کوئٹہ، قلات اور مستونگ میں دھماکے ہوئے ہیں دوسری جگہوں پر ہوا ہے۔ اُس کے بعد ہمارے چوکوں پر لوگ کھڑے ہیں۔کہ اِس کو روکو اُس کو بےعزت کرو اِس کو اُتار دو۔بھئی خدارا ہم اُس چیز پر جائیں جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ہم اُن کے پیچھے تو نہیں جا رہے ہیں۔ہم اُن چیزوں کو آگے نہیں لا رہے ہیں کہ جی کس وجہ سے یہ چیزیں ہو رہی ہیں کون کر رہا ہے۔ یہاں جی زمیاد والے کو روکو اور بارڈر کو بند کردو۔جناب اسپیکر! آپ کے بارڈر بند ہونے سے آپ کا امن وامان خراب ہوگیا ہے یہ کوئی مانے یا نہ مانے۔لاکھوں لوگ بیروزگار ہوگئے ہیں۔اور بیروزگار ہو کر کیا کریں گے چوری، ڈکیتی اور دہشتگردی کریں گے۔آپ کے بارڈرز بند ہیں چمن بارڈر بند ہے آپ کا ایران کا بارڈر بند ہے اور آپ لوگوں کو بیروزگار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی امن وامان کو ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔اگر امن وامان بارڈر بند ہونے سے ہوتا ہے تو ہمیں گارنٹی دے دیں ہم کسی بارڈر کھولنے کا مطالبہ بھی نہیں کریں گے۔اگر بارڈر بند ہونے سے امن وامان کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔آپ لوگوں کا حال دیکھیں جناب اسپیکر جو اپنے بچوں کے لیے روزی وروٹی کمار ہے تھے آج اپنے بچوں کی روزی وروٹی کے لے محتاج ہیں کہ ہم کدھر جائیں اُن کا راستہ اُنہی دہشتگردوں کے پاس ہے۔وہ اُدھر جائیں گے اور ہمارا امن وامان، آپ مجھے بتائیں جس دن سے بارڈر بند کردیا ہے اُس دن کے بعد آپ دیکھ لیں اپنے امن وامان کو اور بارڈر کھلنے سے پہلے کے آپ اپنے امن امان کو اُس کا موازنہ کرلیں کہ کون سا اچھا تھا کون سا

برا ہے۔ کسی غریب کو چھوڑ دو۔ اگر یہاں، ڈاکٹر مالک صاحب نے اُس دن کہا کہ جی بارڈر ٹریڈ کو چھوڑ دیں۔ ایران سے چیزیں آرہی ہیں اُن کو چھوڑ دیں۔ کہتے ہیں جی آپ تو کسٹم ایکٹ کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ سوات میں، سوات پاکستان کا حصہ ہے آپ مانتے ہیں جناب اسپیکر! سوات میں کابلی گاڑیوں کو اجازت دے دی گئی ہے، وہاں کسٹم نہیں ہے؟ سوات والوں کے لیے وہ چیزیں ہیں کہ وہاں امن وامان خراب تھا، مالاکنڈ ڈویژن میں سوات میں وہاں امن وامان خراب تھا اور اُنھوں نے وہاں کابلی گاڑیوں کو اور اُن کو اجازت دے دی رجسٹرڈ کر دیا اُن کو اجازت دے دی تاکہ امن وامان کا مسئلہ کسی حد تک حل ہوجائے لوگ اپنے کاروبار پر آجائیں۔ اور یہاں ہمیں یہ کہتے ہیں کہ جی یہ تو کسٹم ایکٹ ہے۔ آپ کسٹم ایکٹ کی بات اسمبلی میں نہیں کر سکتے۔ جناب اسپیکر! کہاں جائیں لوگ؟ ہم کہاں جائیں؟ مَیں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے 65 کے ایوان میں بیٹھے ہوئے اِن سے کہیں کہ یہ یہاں سے اُٹھ کر پھر اپنے حلقے میں چلے جائیں کوئی محفوظ نہیں ہے۔ کوئی بھی بتادے کہ مَیں اُٹھ کر اپنے حلقے میں چلا جاؤں گا مَیں یہاں سے خضدار جاؤں گا مَیں ڈاکٹر صاحب مجھے کہیں کہ آپ تربت جاسکتے ہیں آواران جاسکتے ہیں یا پشین جاسکتے ہیں یا کوئی نصیرآباد اپنے حلقے میں جاسکتے ہیں۔ کوئی بھی محفوظ نہیں ہے اور ہم ڈر ڈر کر بخدا کلمہ پڑھتے ہوئے یہاں سے ہمارے درود شریف بھی ختم ہوجاتے ہیں۔ ہمارے کلمے بھی ختم ہوجاتے ہیں۔ ہم یہاں سے خضدار تک چلے جاتے ہیں اپنے حلقے میں۔ یہ حال بنا ہوا ہے جناب اسپیکر! ہمارے امن وامان کا ہم صرف ایک چیز پر اپنے آپ کو focus نہیں کر رہے ہیں خدارا اِن چیزوں پر ذرا دیہان دینا چاہیے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہمارے آئی جی صاحب بڑے اچھے بندے ہیں اور deliver کر سکتے ہیں۔ ہمارے چیف سیکرٹری صاحب ہیں ہمارے دوسرے ہیں، مَیں کسی پر تنقید نہیں کر رہا ہوں اِس کا ذمہ دار میں خود بھی ہوں۔ آئیں بیٹھیں ہمیں بلائیں ہمارے ساتھ بھی بندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ساتھ ڈاکٹر عبدالمالک جیسی شخصیت بھی بیٹھی ہوئی ہے ہمارے دوسرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو قابل دوست ہیں وہ آپ کو سمجھا بھی سکتا ہے وہ آپ سے بات بھی کر سکتا ہے کسی مسئلے کے حل کی طرف ہم لوگ جائیں اور ہم بلوچستان کو جلتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے جناب اسپیکر۔ اور جس طرح بلوچستان جل رہا ہے کل اسمیں آپ دیکھ لیں گے میں آج اس فلور پر کہہ رہا ہوں کہ کل کو آپ کی گلی گلی میں لڑائی شروع ہوگی اور آپ کے گلی محلوں تک یہ لڑائی پہنچ جائے گی۔ آج روڈز تک پہنچ گئی ہے کل آپ کے گلی محلوں تک آپ کے گھر تک پہنچ جائے گی۔ آپ کی ہندو برادری وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ ابھی recently چمن میں آپ کے اپنے حلقے میں ہندو برادری کے گھر میں لوگ گھسے ہیں۔ اور اُن کی عورتوں کی زیورات اُتار کے لے گئے۔ اگر ہندو برادری کی عورتیں محفوظ نہیں ہیں تو جناب اسپیکر! میری اور آپ کی عورتیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جی ہماری عورتیں، آج یہ لڑائی کہیں باہر ہے، آج ایک فیملی کا بچہ اغوا ہوتا ہے کل میرا اور آپ کا بچہ بھی اللہ نہ کرے اغوا ہوسکتا ہے۔ جناب اسپیکر! اِس پر

ذرا سنجیدگی سے ہمیں سوچنا چاہیے۔ گورنمنٹ کو سوچنا چاہیے بیٹھ کر کے اِس کا کوئی حل تو نکال دیں۔ آپ مجھے بتا دیں آپ یہاں سے اُٹھ کے خضدار تک جائیں میں آپ کو مانتا ہوں۔ کوئی بھی بندہ محفوظ نہیں ہے اِس کا حل کیا نکالیں؟ کہ daily ہماری فورسز والے بھی مرتے جائیں daily ہمارے لوگ بھی مرتے جائیں daily ہمارے جوان بھی مرتے جائیں، daily آپ کے لوگ بے عزت ہوتے جائیں اگر یہی حل ہے اِس کا تو اِس کے لیے پھر سب تیار ہیں پھر میں بھی تیار ہوں آپ بھی تیار ہو جائیں دوسرے بھی تیار ہو جائیں۔ گورنمنٹ کا کام امن وامان کو ٹھیک کرنا ہے کس طریقے سے کرتا ہے اُس کا headache ہے۔ ہمیں بٹھا تا ہے ہم سے مشورہ لیتا ہے well and good نہیں کرتا ہے اُن کا headache ہے وہ بیٹھ کے امن وامان کو کس طرح حل کرنا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ کبھی کہیں بھی جاتا تھا تو لوگ کیا کہتے تھے؟ لوگ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دُعا کر لیں۔ تو سب سے پہلے وہ کہتے تھے کہ جی امن کے لیے دُعا کرتا ہوں اُس کے بعد اُنکے message کے لیے دوسری چیزوں کے لیے دُعا کرتے تھے۔ آج ہم بیٹھے ہیں اپنے سوالات کے لیے دوسری چیزوں کے لیے ہم امن کے لیے اگر ہمیں نہیں ملے گا تو میرے خیال میں آپ کا ملک بھی ترقی نہیں کرے گا آپ کا یہ صوبہ بھی ترقی نہیں کرے گا۔ جناب اسپیکر! مَیں مختصر کر لیتا ہوں۔ تیسری چیز جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے مدرسوں پر جو چمن اور پشین میں، ہمارے مدرسوں کے اندر رات کو فورسز گئی ہیں اور وہاں جو مولانا صاحب تھے اُن کی داڑھی کو پکڑ کے اُن کو بے عزت کیا گیا ہے اور وہاں جو بچے پڑھتے تھے مدرسوں میں اُن کو لاتوں سے مار کے رات کو چار بجے اُٹھایا۔

جناب اسپیکر: یہ کہاں ہوا ہے؟

میر یونس عزیز زہری: یہ چمن اور پشین میں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: آپ کوئی نام لے سکتے ہیں کسی کا؟

قائد حزب اختلاف: بالکل، نام ہے میرے پاس مَیں آپ کو نام دے دیتا ہوں مدرسوں کا اور اُن بندوں کا بھی نام دے سکتا ہوں۔ مَیں آپ کے چیمبر میں آپ کو دے دوں گا۔ چمن اور پشین میں۔ جناب اسپیکر! دیکھیں ہماری شرافت کو ، جمعیت علماء اسلام سے میرا تعلق ہے ہم نے بارہا کہا ہے اگر ہمارے مدرسوں میں کوئی دہشتگرد ہے میں آنے کے لیے تیار ہوں آپ کے ساتھ، آ جائیں اگر ہمارے مدرسے سے کوئی بندہ آپ کو چاہیے میں لا کے آپ کو پہنچا دیتا ہوں، اِس کے لیے بھی میں تیار ہوں لیکن جس طرح آپ ہمارے کسی عالم کی بے عزتی کرو گے ہمارے مدرسوں کی بے عزتی کرو گے تو پھر آپ بھگتو گے اِن چیزوں کو۔ ہم شرافت سے نہیں بیٹھیں گے جناب اسپیکر! ہم اپنے مدرسوں کا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ اگر ہمارے مدرسوں پر اِس طرح جا کے ہمارے لوگوں کو بے عزت کریں گے، ہمارے طلباء پر لاٹھی چارج کریں گے اور رات

کی تاریکی میں جا کے اُن کو اُٹھا کے لے کے آئیں گے آپ اِن سے پوچھ لیں میں دعوے سے کہتا ہوں جس دن آیا ہے آپ پوچھ لیں کہ وہاں سے آپ کو دہشتگرد ملے یا بچے پڑھتے ہوئے ملے ہیں؟ وہاں اِن کے قرآن شریفوں کی بے حرمتی کی گئی ہے بوٹوں کے ساتھ مسجد میں گھسے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے جناب اسپیکر؟ مَیں ایک ذمہ دار شخص ہوں میں اپنی جمیعت علماء اسلام کا میں اِس ٹائم کھڑا ہوں میں جمیعت علماء اسلام کا ایک ذمہ دار بندہ ہوں۔ آپ میرے مدرسے پر کہیں بھی اگر کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہو یا کہیں آپ کو میرے کسی مدرسے کی ضرورت ہو میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ مجھے لے جاؤ میرے ذمہ دار بندے کو لے جاؤ۔ اگر ہماری جماعت کے کسی بندے پر آپ کو شک ہے میرے مدرسے کے کسی طلباء پر کسی عالم پر شک ہے میں اُس کو لا کے آپ کو پہنچا دیتا ہوں۔ لیکن یہ بے عزتی ہم کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔ اور جس طرح اِنہوں نے کیا ہے ہم اِن سے کہنا چاہتے ہیں کہ آئندہ مہربانی کر کے یہ چیزیں نہ کریں۔ جناب اسپیکر! اگر اس طرح کی چیزیں ہوں گی۔ وہاں سے ہمیں دہشتگرد بھی مارتے ہیں میرے قائد پر چار خودکش حملے ہوئے ہیں، سینکڑوں لوگ اُن میں شہید ہو گئے ہیں۔ مولانا عبدالغفور حیدری پر مستونگ میں بم دھماکہ ہوا، کئی لوگ وہاں شہید ہو گئے میرے کارکن، خضدار میں بم دھماکہ ہوا میرا صحافی اور میرا جمیعت العلمائے اسلام کا صوبائی نائب امیر شہید ہو گیا۔ ظہور بادینی کو شہید کیا۔ ہم تو خود لُٹے ہوئے ہیں ہم خود دہشتگردوں کے نشانے پر ہیں اور آپ بھی ہمیں دہشتگرد سمجھ کے ہمیں مارنا چاہتے ہیں، ہم کہاں جائیں؟ ہمیں بھی وہ راستہ نہیں دِکھا دو کہ ہم بھی باہر روڈوں پر نکل جائیں۔ ہم اِس ملک کے وفادار ہیں یہ ملک ہمارا ہے اِس ملک کو بنایا بھی ہم نے اور اِس ملک کا دفاع بھی ہم کرنا جانتے ہیں۔ لیکن ہمیں اُس چیز پر مجبور نہ کیا جائے کہ جس پر ہمیں جس طرح ہمارے مدرسوں پر اور جس طرح ہمارے طلباء پر حملہ کیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! باتیں بہت ہیں آپ کا مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر آپ نے ہمیں بولنے کا موقع دے دیا۔ اور خاص کر جو current issue جو آپ کی اسمبلی کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں خدارا اس مسئلے کا حل نکال دیں۔ اگر کوئی بڑا بندہ ہو جاتا کوئی سفید ریش ہو جاتا دوسرا ہو جاتا ہم کچھ نہ کہتے ایک آٹھ سالہ بچہ خُدا کے لیے آپ کا بھی بچہ ہو سکتا ہے جو میرا بچہ بھی ہو سکتا ہے۔ اُس ماں سے پوچھ لیں اُس کی بہنوں سے پوچھ لیں اُس کے باپ سے پوچھ لیں، پھر ہم جا کے اپنی عیاشی کر لیں پھر ہم جا کے اپنا ڈول بجاتے رہیں۔ اپنے کو دیکھ لیں، مجھے دیکھ لیں، دوسرے اپنے کو دیکھ لیں اپنے بچے کو دیکھ کے اُس بچے کے لیے کچھ نہ کچھ کر لیں۔ جو آپ کے ہاؤس کے توسط سے ہو سکتا ہے، مَیں گورنمنٹ سے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ خُدارا! اِس بچے کے لیے کچھ کر لے اِن کا پہلے بھی ایک جوان شہید ہو گیا ہے۔ آٹھ سالہ بچے کو لے جانا میں نے وہی کہا کہ ہندو برادری کی جب عورتیں محفوظ نہیں تو آپ کی ہماری عورتیں بھی محفوظ نہیں ہوں گی کل کو ہمارے گھروں سے آ کے ہماری عورتوں کو نکال کے لے جائیں گے۔ اُس دن سے ڈریں ہم لوگ جو دن ہمارے پاس آ رہے ہیں اُس دن

سے ہم ڈریں۔ آج تو ہم بات کرتے ہیں کہ جی یہ ہے دوسرے تیسرے پردہ کرتے اُس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں اُن کو قرار واقعی سزا مل جاتی ہے تو میرے خیال میں یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی۔ اور میں آپ کا اور اِس ہاؤس کا مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اِس موقع پر آپ نے ہمیں بات کرنے دیا۔ شکریہ جناب اسپیکر!۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے آپ زہری صاحب! آپ نے جو مدرسوں کے متعلق آپ نے بات کی ہے اگر آپ یہ اپنے طور پر کمشنر صاحب کے ساتھ شیئر کریں تب بھی ٹھیک ہے یا پھر میرے پاس چیمبر میں آ جائیں۔ ok.۔ ڈاکٹر مالک صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی کر کے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ جی۔ مَیں اسپیکر صاحب! کوئی لمبی چوڑی بات کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ مَیں اپنا تجربہ آپ کے ساتھ شیئر کروں گا۔ جب 2013ء مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی تو یہاں اغوا برائے تاوان سب سے زیادہ منافع بخش کاروبار تھا۔ اور اِس طرح جو ہمارے راستے روز بروز بند ہو رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ عصر کی نماز کے بعد ہم لوگ سریاب پھاٹک سے نہیں جا سکتے تھے۔ اور یہ تمام ہمارے روڈز safe نہیں تھے چاہے کوئٹہ سے لے کر جیکب آباد تک، کوئٹہ سے لے کر کراچی، کوئٹہ سے لے کر تربت، کوئٹہ سے لے کر ژوب تک۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس کے لیے جو ہماری گورنمنٹ ہے اُس کو سنجیدہ کردار اگر وہ ادا کریں گے کیونکہ اِس وقت ہم ایک conflict zone میں ہیں۔ conflict zone کو ایک پُرامن، امن دینا بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہاں اِتنے non-State Actors involve ہو گئے ہیں کہ اُن کو کنٹرول کرنا آسان نہیں ہے۔ میری تو سب سے بڑی گورنمنٹ سے یہی خواہش ہے کہ خُدارا آپ اِس ملک کے ذمہ داروں سے بات کریں جو اختیار ہے آپ لوگ اپنے اختیار لے لیں۔ گورنمنٹ mean Cabinet۔ اِس وقت مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ اپنے آپ کو efforts کرے نمبر 1، وہ اپنی پولیس کو empower کرے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں آیا تھا تو کوئی پولیس والا یہاں ٹریفک کے لیے جو کھڑا ہوتا تھا تو دو پولیس والے اس کو گارڈ دیتے تھے۔ لیکن ہم نے آہستہ آہستہ پولیس میں reforms لایا۔ اُن کو incentives دی، اُن کو اختیار دیا۔ اُن کے تمام appointments ہم نے میرٹ پر کیے۔ تب جا کے آہستہ آہستہ پولیس مَیں آئی جی صاحب کو جانتا ہوں۔ میرے ساتھ کام کیا ہے as a DIG مکران، He is the one of the best officer. لیکن اگر آپ چیزوں کو بے اختیار بنا دیں گے۔ اِسی طرح ہماری اِنتظامیہ ہے۔ اگر اِنتظامیہ کو، ڈپٹی کمشنر کا بنیادی function اپنے ڈسٹرکٹ میں law and order کو maintain رکھنا ہے۔ He is the

ہمارے ڈپٹی کمشنر کہیں اور لگے ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں مَیں سمجھتا ہوں Custodian of the District. کہ law and order مزید خراب ہوگا۔ یہ جو لہر آئی ہوئی ہے ناں، یہ لہر مزید بڑھے گی۔ چیف منسٹر صاحب تو یہاں بیٹھے ہوئے نہیں، باقی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے بات کی، میں نے ذمہ دار لوگوں سے بات کی اُن لوگوں نے کہا کہ جی آپ کو کیا اختیار چاہیے؟ مَیں نے frankly اُن سے کہا مجھے آپ چھوڑ دیں۔ جس نے کوئی crimes کیا، چاہے وہ آپ کا card holder ہو مَیں اُس پر FIR کروں گا۔ اُن لوگوں نے کہا do it، کوئٹہ میں ہم نے تمام اسلحہ برداروں کو unarmed کیا۔ اور آہستہ آہستہ جا کے تب چیزیں بہتر ہوئیں۔ مَیں آج بھی اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں۔ دوسری بات شاید میرے دوستوں کو اچھی نہ لگی۔ لیکن بلوچستان جس کرپشن کا شکار ہے اِس کرپشن کی ہوتی ہوئی کیسے آپ چیزوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں؟ آپ کے لیے آپکو اچھے وہ آفسر چاہیے جو بیسٹ آفیسر ہو اور فٹ آفیسر ہو اور اُسکو آپ وہ دے دیں تو میری تمام دوستوں میں نے مختصر بات کی کہ یہ اِتنا آسان نہیں ہے اگر ہم کہیں کہ جی یہ ہمارے کاروباری لوگ تھے۔ پہلے تو ہمارے ڈاکٹروں کو وکلاء کو لے جاتے تھے۔ بیشمار لوگوں کو لے جاتے تھے۔ لیکن یہ وہ کس طرح ہم نے کم کیئے؟ اُسکے لیے اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اُسکے لیے ہم بس باتوں کی حد تک نہیں کر سکتے۔ باتیں بیٹھک کریں لیکن جب تک آپ اپنے اداروں کو، خاص طور پر پولیس کو، انتظامیہ کو reorganise نہیں کریں گے۔ سیکیورٹی ایجنسیوں کے ساتھ اُنکی کوارڈینیشن کو ٹھیک نہیں کریں گے اور گورنمنٹ آف بلوچستان اپنی جو constitutional powers ہیں اُنکو خود exercise نہیں کرے گی۔ پھر مجھے نہیں لگتا کہ بلوچستان کو ہم، میری گزارش ہے آپ نوٹس لے لیں جو recommendations ہیں، ہم سی ایم صاحب کو بھی دے دیں گے۔ آپکو اُن تمام کارنروں سے بات کرنا پڑے گا جو یہاں لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کہیں کوئی کوتاہی ہے اُس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اب ہمارے ہاں تو، دوست نہیں بتاتے یا بتا رہے ہیں کہ رات کے وقت ہمارے interior میں وہاں کوئی لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے۔ سارا millitants کے وہاں پر وہ ہے۔ جتنے ڈسٹرکٹس جو مَیں جانتا ہوں اُن میں رات کو بالکل وہاں نہ پولیس موجود ہے نہ ایف سی موجود ہے نہ لیویز موجود ہے۔ تو اِنہی گزارشات کے ساتھ ہم لوگ بیٹھ کے یہاں جتنے ہمارے سینئر دوست ہیں یا ذمہ دار لوگ بیٹھے ہیں، ہمیں اِسکو reforms level پر لے جائیں، multidimensional strategy لے لیں۔ لوگوں کو وہ تمام وسائل اب جیسے ایک تیل کا کاروبار تھا، اُسکو بھی بند کر لیا۔ اور باقی jobs ہیں، jobs تو پتہ نہیں jobs کا یہاں کیا وہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی بجائے یہ کہ آپ یہ ایسے دو نمبر schemes کی بجائے تیس، چالیس ہزار بچوں کو jobs دے دیں۔ ویسے ہی پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ دو نمبر کے بور سے، دو نمبر کے سولروں سے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے سر! یہاں سی ایم صاحب، اِس کیبنٹ کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اسطرح سے اگر ہم کہیں کے ہم ذمہ دار

نہیں ہیں تو کون ذمہ دار ہے؟ ذمہ دار ہم ہیں۔ suffer ہم کریں گے۔ ہم نے اس لیے آپ کو مجبور کیا کہ آپ اِسکو بلائیں، آپ کو یاد ہو گا 20 ہمارے پختون کھڈ کوچہ میں شہید ہوئے تھے۔ اُن کی لاش لیکر آئے سی ایم آفس کے سامنے۔ مجھے لوگوں نے کہا آپ نہیں جائیں۔ میں نے کہا کہ مَیں جاؤں گا۔ یہ میرے لوگ ہیں۔ میں زمرک خان کا مشکور ہوں ،مولانا واسع صاحب تھے، رحیم زیارتوال تھے، ہم سب گئے اُنکے پاس۔ ہم نے کہا اُنکے ساتھ ہمدردی کی۔ اور یہ اِن کو ensure کیا کہ آپ اپنی dead bodies کو لے جائیں۔ اسی طرح ہماری ہزارہ قوم کے کئی کیسز ہوئے تھے، جو ہم گئے اُنکے پاس۔ تو ہمیں گورنمنٹ کو avoid نہیں کرنا چاہئے۔ گو کہ سی ایم لیول پر یا دوسرے اداروں کے حوالے سے شاید اُن سے بات چیت ہوئی ہے۔ لیکن اُنکو مطمئن کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں otherwise پانچ دن سے کوئٹہ بند ہے بچے اسکول نہیں جا سکتے۔ ہم لوگ پتہ نہیں کتنے چور دروازوں سے ہوتے ہوئے اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں۔ تو اِنہی گزارشات کے ساتھ آپ کی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you ڈاکٹر صاحب۔ جی صادق عمرانی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب! آخر میں بات کی وہ کرتا ہوں مَیں درخواست کروں گا یہاں کہ ہمارا ایک دوست ہے ہمارا president تھا ضلع کیچھی کا، اکبر، وہ پچھلے دنوں مارا گیا۔ اُس کا قاتل پھر رہا ہے۔ ابھی تک پولیس نے as such کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ مَیں نے ڈی آئی جی صاحب سے request بھی کی ہے کہ اُس کے خلاف آپ کارروائی کرلیں۔ اُسکے جو قاتل ہیں وہ بازار میں سرعام پھر رہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسپیکر صاحب! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ آخر میں آپ بات کرنے دیں اُن کو کہ ہماری بات سن کر اگر آپ اجازت دیں گے تو میں کروں۔

جناب اسپیکر: جی! جی! زمرک خان آپ بولیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! میں بھی مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت میں جو بچہ اغوا ہوا ہے کوئی چار پانچ دن ہو گئے ہمارے نوٹس میں ہے۔ بلکہ ہماری پارٹی اور ہمارے سارے جتنے بھی اپوزیشن کے ساتھی ہیں اور گورنمنٹ کے ساتھی ہیں سب اُنکے ساتھ ہمدردی بھی رکھتے ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں کہ اُنکو recover کردیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی انسان مرجائے کہ ایک تسلی تو ہو جاتی ہے کہ جی مر گیا اُنکا جنازہ ہوتا ہے اور اُن کی فاتحہ ہوتی ہے۔ لیکن اِس طرح جب کسی کو اُٹھاتے ہیں اغوا برائے تاوان میں ہو یا کسی کا کوئی اور مقصد ہو تو انکے والدین پر جو گزرتی ہے یا اُنکے اپنوں پر جو گزرتی ہیں اُسکی مثال تو میں نہیں دے سکتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر نے اُس پر تفصیلی بات کی کہ ہر ایک اپنے آپ سے ایک مثال لے لیں کہ کسی کا جی اگر بیٹا ہو کسی کا بھتیجا ہو کسی قوم کا ہو تو

اُس پر کیا گزرتی ہے۔تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ہم سب مل کے اس کیلئے کوشش کرنی چاہئے اور پھر یہ ایک بچہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کا بچہ ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک چیلنج ہے کہ ہم اس کو کیا سمجھتے ہیں کہ اسکو کس طرح ہم لیں گے۔اور کس طرح اِس کی recovery کریں گے۔جناب اسپیکر صاحب! ایک دو چیزیں میں آپکو بتانا چاہتا ہوں۔ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں ہے اس ملک میں۔ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ایک ممبر کی حیثیت سے،65 ممبرز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو اس بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔کیا آج تک ہم ایک دوسرے کو بتا سکتے ہیں کہ کس چیز کی کوئی پتہ ہے لاء اینڈ آرڈر تو سب سے اہم چیز ہے۔کیا ہم بتا سکتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں امن وامان کو کس طرح کنٹرول کر سکتے ہیں؟ چلیں ایک نمائندہ لے لیں میں قلعہ عبداللہ کی اپنی نمائندگی کرتا ہوں۔ مجھے تو پتہ ہے کہ میں قلعہ عبداللہ میں ہر ایک گھر کو جانتا ہوں ہر ایک قبیلے کو جانتا ہوں ہر ایک سڑک کو جانتا ہوں ہر ایک گلی کو جانتا ہوں اس طرح آپ چمن کو جانتے ہیں بلکہ ہم ہر ایک دوسرے کو جانتے ہیں تربت سے لیکے ژوب تک ژوب سے لے کے چمن تک۔آج تک ہمیں کسی نے پوچھا نہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کو کس طرح کنٹرول کرنا ہے۔بھئی مجھے پتہ ہے۔اگر across the border کوئی آتا ہے انکا بھی علم ہوتا ہے تھوڑا سا ہمیں اندازہ ہوتا ہے۔ہمیں اپنے علاقوں میں ہر ایک بندے کا پتہ ہوتا ہے۔انگریزوں کے وقت میں ایک نائب تحصیلدار ہوتا تھا وہاں کے ملک اور خان، اغوا برائے تاوان یا چور، ڈاکو جب کنٹرول نہیں کر سکتے تھے تو وہ اُنکی نشاندہی کرتا تھا۔خان، ملک جاتے تھے کہ جی میرے گاؤں میں یہ ایک بندہ ہے میں نہیں کر سکتا ہوں آپ گورنمنٹ اِن کو کر دیں۔گورنمنٹ میں تو بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں،آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ڈی آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔کمشنر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اختیارات کس کے پاس ہیں۔کدھر کیا ہو رہا ہے کدھر کیا ہو رہا ہے مجھے بھی نہیں پتہ ہے۔بھئی ہم سب مل کے اسکو کنٹرول کر سکتے ہیں۔پاکستان کی پچیس کروڑ کی آبادی میں ڈیڑھ کروڑ عوام بلوچستان کے ہیں۔ہم اسکو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں۔پچیس کروڑ عوام تو بہت بڑی آبادی ہے۔لیکن سب سے زیادہ یہاں ہو رہا ہے۔اغوا برائے تاوان جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کاروبار تھا کچھ کنٹرول ہوا پھر شروع ہوا۔اگر آج اس بچے کو ہم نے بازیاب نہیں کروایا باعزت طریقے سے اور ان لوگوں کو سزا نہیں دی، یہ تو دہشت پھیلانے والے لوگ ہیں۔یہ لوگ تو معافی کے مستحق ہی نہیں ہیں۔کس طرح اسکو کر لیں گورنمنٹ کو ایسا ایکشن اِس پر لینا چاہیے کہ کوئی بھی مائی کا لعل ہو جو اس دھندے میں ملوث ہو اُسکو معاف کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہو۔میں تو سمجھتا ہوں میں انکے پاس جاؤں کیا بولوں؟ دھرنا بیٹھا ہوا ہے۔سارے بلوچستان والے اکٹھے ہیں۔ہم سب جائیں گے کیا کہیں گے اُنکو؟ ہمیں کسی نے پانچ دن میں کو ئیبریفنگ دی ہے؟ ہم جاتے ہیں، وہ ہر ایک کہتا ہے مجھے پتہ نہیں ہے۔میرے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ہے نہیں کوئی اختیارات نہیں ہیں۔اسپیکر صاحب! آپکے پاس نہیں ہیں

میرے پاس نہیں ہیں۔ہم جب جاتے ہیں کوئی حقیقت بتا تا ہی نہیں ہے اور ہم پر اعتماد نہیں کرتا ہے۔ جب تک اعتماد بحال نہیں ہوگا ایک دوسرے پر اس امن وامان کو کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا مجھے آپ پر اعتماد ہونا چاہئے آپ کو ڈاکٹر صاحب پر ہونا چاہئے آپ کو زہری صاحب پر ہونا چاہئے صادق صاحب پر ہونا چاہئے۔ جب ہم سب بیٹھیں گے، آ کے ہم آپس میں تو بیٹھ جائیں۔65 لوگ تو بیٹھ جائیں کہ ہم نے بلوچستان کو کیسے چلانا ہے۔صرف وزارت تک ہم محدود ہیں اور وزارت میں بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔کس کے پاس ہے؟ کوئی وزیر کہہ دے کہ میرے پاس اختیار ہے۔کوئی اختیار نہیں ہے۔دا کی قسم آپ سے کہتا ہوں نہ وزارت کا اختیار ہے نہ امن وامان کا اختیار ہے نہ کوئی ٹرانسفر کا اختیار ہے نہ کسی کو بولنے کا اختیار ہے۔ سب اُٹھا کے لے جاتے ہیں اور اسی طرح چلتے رہیں اور چلتے رہیں گے۔اور روز بروز اختیار اور یہ جنگ میں آپ کو آج کہتا ہوں یہ لکھ کے آپ کو بتاتا ہوں، ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہ ملک خراب ہو جائے۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ہم اسی مٹی سے پیدا ہوئے اور اسی مٹی میں دفن ہونگے ہم نے کدھر جانا ہے۔ہم نے نہ امریکہ جانا ہے نہ یورپ جانا ہے نہ ہم اس مٹی کو چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔اور اس مٹی میں دفنانے کے لیے ہم اپنی ترتیب تو بنالیں۔کون سی ترتیب بنائیں گے؟ یہی ترتیب ہے کہ اختیارات کو تقسیم در تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔جس کی duty ہوگی وہی کرے گا۔جس کا سیاست کا کام ہے وہ سیاست کرے۔جس کا law enforcement agencies ہیں اُنکا، وہ اپنا کام سنبھال لیں۔ جو کسٹم والا ہے جس طرح زہری صاحب نے کہا وہ اپنا کام سنبھال لیں۔ ہاں بابا! ایک دوسرا کام کر رہا ہے، ایک تیسرا کام کر رہا ہے، ایک اچھوتا کام کر رہا ہے۔ہم اِتنے مکس ہو گئے ہیں۔مکسچر ہو گئے ہیں، کہ ہم اِس مکسچر سے نکل ہی نہیں سکتے۔اور آپ کی یہ لڑائی، یہ لوگ اتنے مضبوط ہو رہے ہیں۔ یہ جو باہر سے اِن کو فنڈنگ ہو رہی ہے۔تو فنڈنگ کیسے نہیں ہوگی؟ آپ نے بارڈرز بند کر دیے۔ چمن کو بند کر دیا، تفتان کو بند کر دیا، ایک غریب آدمی جو دو جریکین تیل اُٹھا کے لاتے تھے، آپ نے اُس کو بیروزگار کر دیا وہ کدھر جائے؟ پہلے اس اسمبلی سے میں پوچھتا ہوں وہ آدمی کدھر جائے گا؟ State کی ذمہ داری ہے کہ اُن کو روزگار دے۔ اگر روزگار نہیں دیتی تو وہ وہی Anti-State Elemements کے پاس جائیں گے۔ جب آپ دس ہزار دیں گے۔ وہ بیس ہزار دیں گے وہ اُنکا کارندہ بن جائے گا۔ میرے جو چمن میں، آپ کے چمن میں میں ایک example دیتا ہوں۔آپ نے راستے بند کر دیئے۔ وہاں جو پانچ، دس ہزار لوگ ہیں وہ آخر کیا کرینگے؟ ان کے پاس کیا ایگریکلچر ہے؟ نہیں ہے۔اُن کے پاس انڈسٹریز ہیں؟ نہیں ہیں وہ کدھر جائیں گے؟ وہ تو اپنے بچوں کے پیٹ پالنے کے لئے کوئی راستہ تو اختیار کریں گے۔ اور وہ غلط راستے پر جائیں گے۔کیونکہ غلط راستے پر اُن کو اچھے پیسے ملتے ہیں۔ہم نے آ کے پہلے اپنے بلوچستان کو سنبھالنا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں پنجاب، وہ ہمارا بھائی ہے، سندھ ہمارا بھائی ہے، پختونخواہ ہمارا بھائی ہے۔لیکن بلوچستان پر توجہ دو۔ ہمارے ساحل ووسائل کو کون لُوٹ رہے ہیں۔ ہمارے ریکوڈک کون

لے جا رہا ہے۔ ہمارے گوادر پر کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے کرومائیٹ پر کیا ہو رہا ہے۔ بھئی یہ چیز کر لو لوگوں کے پیٹ بھر جائیں گے کوئی اغوا نہیں کرے گا کوئی قتل نہیں کرے گا۔ کوئی کسی کا راستہ نہیں روکے گا۔ جب اُن کو کھانے کو کچھ نہیں ملے گا تو یہ دھندے ہوتے رہیں گے۔ اِن دھندوں کے لئے ہم سب مل کے، پہلے تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں تجویز دیتا ہوں کہ پہلے یہ جا کے، ہم آپس میں ایک، آپ کے اِس کمیٹی روم میں ہم آپ کا دل سے کھل کے بات کریں۔ کہ ہم نے اِس بلوچستان کے لئے کیا کرنا ہے۔ یا جتنے بھی رہتے ہیں چاہے پشتون ہے، چاہے بلوچ ہے، چاہے ہزارہ ہے، چاہے سرائیکی ہے۔ چاہے پنجابی ہے۔ جتنے بھی ہیں سب ہم آپس میں بھائی ہیں۔ ہر ایک کو اپنے بھائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ چاہے وہ طاقت میں ہو، چاہے وہ کمزور ہو۔ پہلے آپ، مَیں تو کہتا ہوں کل آپ بلا لیں۔ جتنے بھی یہاں موجود ہوں ہم وہاں بیٹھ کے ٹھیک ہے، ہم نہ کیمرہ آن کریں گے۔ کچھ بھی نہیں کریں گے۔ ہم آپس میں دل کی بھڑاس نکال لیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ پھر آئی جی صاحب کو بلائیں گے۔ پھر سی ایم صاحب کو بھی نہیں بلائیں گے۔ میں سی ایم صاحب کو بھی بعد میں بلانا چاہتا ہوں، تجویز دینا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں بریفنگ دے دیں۔ اپوزیشن دے دے۔ ہمارے ٹریژری والے بریفنگ دے دیں کہ بھئی ہم نے سنبھالنا ہے۔ اسکے لئے ہمیں اپنا سینہ تان کر نکلنا ہوگا کہ ہم نے بلوچستان کو ٹھیک کرنا ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں ہمیں منتخب کیا ہوا ہے۔ یہ سیاستدان کا کام ہے، اگر کوئی نہیں چھوڑتا ہے۔ تو پھر ہم ہاتھ اوپر کر لیں۔ کہ جی ہم آج کے بعد نہیں کر سکتے ہیں۔ چاہے دھرنے کو بھی بلاتے ہیں کہ جی ہمیں معاف کر دیں ہمارے بس کا کام نہیں ہے۔ لیکن جب ہوتا ہے تو کم از کم پھر اِس اسمبلی میں اگر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں تو اپنی ذمہ داری کو ہم نے پورا کرنا ہے۔ مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہم سب مل کے، جتنے بھی ہمارے یہاں ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب اُٹھ کہ اِن کے پاس جائیں، اُن کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ پانچ منٹ، دس منٹ، ایک گھنٹہ، دو تین بندے بات کریں، اُنکے ساتھ ہمدردی کریں کہ یہ ہمارا بچہ ہے اور اُس کو بازیاب کرانے کے لئے ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

(خاموشی۔ اذانِ مغرب)

جناب اسپیکر: Meanningful speech.Thank you very much.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: بیٹھیں ایک منٹ ہولڈ کریں آپ کو ہی دیں گے، ہولڈ کریں۔ آپ بیٹھیں میں آپ کو۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: آپ اپنی باری کا انتظار نہیں کر سکتے تو آپ کو کرنے دینگے آپ تشریف رکھیں، تقریباً میرے پاس آئے ہوئے ہیں مَیں آپ کو بھی بولنے دوں گا۔ اس طرح نہیں بھاگنے دوں گا آپ کو، آپ کو بیٹھنا پڑے گا۔ یہاں آپ

سُنیں گے۔ بیٹھ جائیں۔ ok.ok ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ زمرک خان کی meaningful speech ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تمام پارلیمانی لیڈرز سے میری request ہے کہ اسمبلی کے سیشن کے بعد چیمبر میں آپ تشریف لے آئیں۔ ہوم سیکرٹری صاحب اور کمشنر صاحب ہمارے ساتھ ہونگے۔ وہ آپ کو جو بھی progress اب تک ہوئی ہے اِس بچے کے متعلق وہ مجموعی طور پر لاء اینڈ آرڈر سے متعلق وہ آپ کو بریف کریں گے تو آپ سے گزارش ہے کہ after the session اسپیکر چیمبر میں آپ تشریف لے آئیں۔ جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت اللہ بلوچ: جزاک اللہ سب سے پہلے جو ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! اگر آپ کی اجازت ہو تو دس منٹ نماز مغرب کا وقفہ کرلیں۔

مولانا ہدایت اللہ بلوچ: بالکل پندرہ منٹ کرلیں۔ لیکن یہاں جلدی آجائیں اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: پندرہ منٹ کے لئے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: دوبارہ سیشن کا آغاز کرتے ہیں۔ مولانا صاحب! آپ کی باری ہے۔ صرف گزارش اِتنی کروں گا کہ آپ نے میرے اُوپر اعتراض لگایا ہے کہ شاید مجھے کہیں سے ہدایت ملتی ہے کہ آپ کو میں بولنے بھی نہیں دیتا اور میرا رویہ آپ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ میرا رویہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں ایک جمہوری پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور ہم جمہور اور جمہوریت کے اُوپر یقین رکھتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ تھوڑا سا اپنا رویہ ٹھیک کریں، اور تھوڑا سا speech کے متعلق، آپ باقی سینئر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو سنیں اُن سے سیکھیں۔ آپ مہربانی کر کے یہ بلوچستان اسمبلی ہے یہ گوادر کا کوئی مچھلی بازار نہیں ہے جس کے اُوپر آپ جلسے سے خطاب کر رہے ہوتے ہیں۔ تو آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ norms کے اندر رہتے ہوئے ایک اچھی سی speech کریں، ہماری راہنمائی کریں تاکہ ہم آپ کے foot steps کو follow کریں اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں، مہربانی کر کے پلیز۔ بہت شکریہ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ یہ آپ نے اچھی ہدایات دیں اور نصیحتیں کیں۔ یہ جو میرا انداز ہے، یہ دلوں کے اندر جو لوگوں کے نوجوانوں کی آگ ہے۔ جو دل انسانوں کے ہمارے زخمی ہیں۔ جو فریادیں اِس سے نکلتی ہیں، یہ کوئی نہ آپ سے غصہ ہے اور نہ ہمیں کسی سی ایم سے غصہ ہے۔ ہمیں کوئی کسی کے مالی لین دین سے غصہ نہیں ہے، یہ دلوں کا وہ درد ہے، تکلیف ہے جو کہ ہم چوکوں میں بھی بیان کرتے ہیں، اپنے ایوان کے اندر ریاست کے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ یہ درد ہیں قوم کے۔

جناب اسپیکر: آپ کا مائیک آن ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میرا تو مائیک آن ہی نہیں ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: گلا بیٹھا ہوا ہے آپ کا میرے خیال میں، ہاں جی جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو اصل میں کوئی انسان اسپیکر صاحب! بیمار ہو جائے کسی ڈاکٹر کے پاس جائے سب سے پہلے تو تشخیصِ مرض ہے۔ جب مرض کی تشخیص نہ ہو تو اُس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اِدھر کی باتیں، اُدھر کی باتیں، ہوائی باتیں تو ہم بتائیں کہ بدامنی کیوں ہے۔ اس بدامنی کا ذمہ دار کون ہے؟ اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان ہمارا گھر ہے اس گھر کی حفاظت کے لیے ہم نے ایک چوکیدار رکھا ہے۔ اور اُس چوکیدار کو ہم تمام وسائل دیتے ہیں۔ اَسی، پچاسی ارب روپے بھی چوکیدار کو دیتے ہیں بہترین گاڑیاں دیتے ہیں۔ اور بلوچستان کی جو بہترین جگہیں ہیں، بہترین جہاں یونیورسٹی ہونی چاہیے تھی، جہاں تعلیمی ادارے ہونے چاہیے تھے۔ جہاں اچھے اچھے ہاسپٹل ہونے چاہیے تھے، اس چوکیدار کے پاس بلوچستان کی بہترین لوکیشن جگہیں بھی ہم نے دی ہیں۔ اور اس غریب صوبے کے عوام کے ہاسپٹل میں دوائیاں نہیں ہیں۔ ہمارا ہیلتھ کا بجٹ، ہمارا ایجوکیشن کا بجٹ، ہماری بنیادی جو سہولیات کا بجٹ اور یہ 85 ارب جس چوکیدار کو دیتے ہیں۔ کیا ہمارا چوکیدار نا کام نہیں ہوا؟ کیا ہمارا چوکیدار نا کام نہیں ہے؟ اِتنے بڑے واقعات ہونے کے باوجود، مَیں نے میڈیا میں یہ نہیں سنا کہ ہماری کمزوری سے ہوا ہے۔ کوئی ذمہ داری لینے کے لیے تیار بھی نہیں ہے کہ کس کی secutiry lapse تھی؟ کس کی کمزوری تھی جس کی وجہ سے مستونگ کے اسکول کے معصوم بچوں سے لے کر مصور کاکڑ تک اِن کے قاتل دہشتگرد اغوا کار کون ہیں؟ کوئی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آیا چوکیدار ذمہ دار نہیں ہے؟ ہرنائی کے ڈی سی کو یا زیارت کے ڈی سی کو معطل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، میں تو، وزیر اعلیٰ صاحب میرے دوست ہیں۔ جب میں گوادر میں قید تھا، مَیں اُن کا احسان مند ہوں اب تک۔ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر بلوچستان میں کسی شخصیت نے جیل میں میرا حال واحوال کیا سرفراز بگٹی صاحب نے۔ لیکن سرفراز بگٹی میں قسم کھا کے کہتا ہوں آپ کے ایوان میں سرفراز بگٹی کے پاس ایک تنکے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ ہمارے وزراء کتنی بھی باتیں کریں، صوبائی کابینہ کے پاس کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔ اختیار والے، ہرنائی کے ڈی سی کو معطل کرنے سے پہلے اُس کو معطل کیا جائے جس کے پاس اختیارات ہیں۔ دیکھیں اغوا کار معلوم نہیں ہیں، جناب اسپیکر صاحب! 30 سال کراچی میں قتلِ عام ہوتا رہا، ہمارے وکیلوں کو وہاں زندہ جلایا گیا کہاں ہیں؟ نا معلوم۔ ہمارے علمائے کرام کا کراچی میں قتل عام کیا گیا کہاں؟ نا معلوم ہمارے سیاسی کارکنان کو قتل کیا گیا نا معلوم۔ 30 سال جاری رہا۔ 30 سال کے بعد وہ نا معلوم، معلوم ہو گئے۔ آج کیوں وکیل زندہ نہیں جلائے جاتے؟ آج کیوں علماء کرام سڑکوں پر مارے نہیں جاتے؟ کیونکہ وہ نا معلوم نہیں تھے۔ وہ محبّ وطن تھے اسپیکر صاحب! آپ یہاں محبّ وطن بن جائیں۔ قتل کریں، اغوا کریں، چوری کریں، منشیات فروشی کریں، زمین قبضہ کریں جو بھی کریں لیکن اُن کو سرٹیفکیٹ مل

جائیگا کہ یہ بیچارہ محبِّ وطن ہے۔ محبِّ وطن کے بعد آپ بچے اغوا کریں۔XXXXXXXXXXXXXXX یہ دہشتگرد کہاں رہتے ہیں۔گلستان کے کس کچے مکان میں رہتے ہیں۔ ڈیرہ بگٹی کے کس پہاڑ پر رہتے ہیں۔کوہلو کے کس مقام پر رہتے ہیں۔ XXXXXXX۔ XXXXXXXXXXX۔ اِن پر بھی اربوں روپے ہم خرچ کرتے ہیں۔ تو اسپیکر صاحب! اب امن کیوں خراب ہے۔ امن اس لیے خراب ہے۔XXXXXXXXXX۔ XXXXXX۔ XXXXXX،XXXXXXXXXX،XXXXXXX۔ XXXXXXXXXXXXX۔XXXXX۔ XXXXXX۔مَیں نے اُس دن کہا میرے حلقے میں ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر کس کو ہونا چاہیے؟ مجھ سے نہیں پوچھا جاتا ہے، XXXX۔ XXXXXXXXXXXXX۔ میری جان اور مال عزت و آبرو کو تحفظ کون دیگا؟XXXXXXX۔ XXXXXXX۔XXXXX۔XXXXX۔XXXXXX۔XXXXXX۔XXXXX۔XXXXX۔ XXXXXXX۔ XXXXX۔ XXXXXXX۔ XXXXXXXXXXXX۔ XXXXX۔ XXXXXXXXXXX۔مصور کاکڑ چلا جائے ،مستونگ کے بچے مر جائیں۔ ریلوے اسٹیشن والے مرجائیں۔ دُکی والے مر جائیں۔XXXXXXXX۔ بچہ چاہے مرجائے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔سکول کے معصوم بچے مرجائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مصور کاکڑ اغوا ہوجائے کوئی مسئلہ نہیں ہے XXXXX۔XXXX۔XXXXX۔ XXXXXX۔ XXXXXXX۔XXXXX۔XXXX۔XXXXXXXX۔XXXXX۔ میں توقع رکھتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ صوبائی حکومت کے اندر اور ہم سب میں یہ صلاحیت ہے کہ ہم بلوچستان میں امن قائم کر سکتے ہیں، کہ ہم میں یہ صلاحیت ہے ہم ناکارہ لوگ نہیں ہیں۔ ہم سب یہ 65 لوگ ہیں بلوچستان میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ XXXXXXXXX وہ بلوچستان کو نہیں جانتے ہیں، ہم اور آپ جانتے ہیں۔ وہ بلوچستان کے پہاڑوں کو نہیں جانتے ہیں ہم اور آپ جانتے ہیں۔ وہ بلوچستان کے کلیوں کو نہیں جانتے ہیں، ہم اور آپ جانتے ہیں۔بلوچستان کے جرائم پیشہ لوگوں کو بھی ہم اور آپ جانتے ہیں اسپیکر صاحب !اغوا کاروں کو بھی ہم اور آپ جانتے ہیں۔ XXXXXXXXXXXXXXX یہ بالکل صحیح کہا زمرک صاحب نے 65 لوگ بیٹھے ہیں کبھی کسی نے ہم سے پوچھا ہے بلوچستان میں امن قائم کیسے کیا جائے؟ XXXXXXXXX۔XXXXXXXXXXXX۔XXXXXX۔ XXXXXXX۔تو میرا کہنا یہ ہے کہ جو چار دنوں سے مصور کاکڑ کے خاندان یہاں اسمبلی کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں پانچ سات بچے ہمارے مستونگ کے سکول کے شہید ہوئے۔ دُکی کے اکیس مزدور، موسیٰ خیل کے لوگ، ریلوے اسٹیشن میں مزدور، گوادر کے مزدور، پنجگور میں تو ہر مہینے کوئی ایسا دن نہیں ہے کہ دس، پندرہ نوجوان مارے نہیں جاتے۔ رحمت صاحب بیٹھے ہیں کوئی ایک مہینہ نہیں ہے کہ دس، بارہ نوجوان خوبصورت نوجوان اسپورٹس مین ہر مہینے مارے جاتے ہیں، لیکن یہ

قاتل کہاں جاتے ہیں؟ جبکہ جن کے پاس اختیارات ہیں کبھی معطل ہوئے؟ XXXXXXXXXXXXXX۔ اسپیکر صاحب! مَیں XX کا زیادہ نام لیتا ہوں شاید آپ سے مجھے توقع ہے شاید زیادہ XX کا نام لینے سے آپ مجھے باری نہیں دیتے۔ شاید مجھے تقریر کا موقع نہیں دیتے۔ میں زیادہ XX کا نام لیتا ہوں۔ میں بطور سیاسی کارکن، بطور پارلیمنٹیرین بلوچستان کے بدامنی کا ذمہ دار XX کو قرار دیتا ہوں۔ بلوچستان میں دہشتگردی کا ذمہ دار XX کو قرار دیتا ہوں۔ بلوچستان میں دہشتگردی اور بھتہ خوری کا ذمہ دار XX کو قرار دیتا ہوں۔ بلوچستان میں جتنی دہشتگردی اور نفرت ہے اُس کو XX کو قرار دیتا ہوں۔ یہ اغوا کاروں کے سرپرست XX ہیں۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں اِن قاتلوں دہشتگردوں معصوم بچوں کا اغوا کاروں کے ذمہ دار اور سرپرست XX ہیں۔ XX نہ پولیس کو کام کرنے دیگا، نہ لیویز کو کام کرنے دیگا، نہ ڈی سی کو کام کرنے دیگا، نہ کمشنر کو کام کرنے دیگا، نہ بیورکریسی کو کام کرنے دیگا، نہ عوامی نمائندوں کو کام کرنے دیگا۔ ورنہ ہمارے لوگوں کے 85 ارب جائیں گے۔ کوئلہ کے ٹرک پر فی ٹن پانچ پانچ سو لیتے ہیں فی ٹن اور ابھی XX نے نیچے آپ کو پتہ ہوگا XX نے نیچے پرائیویٹ کمپنی سیکورٹی کے پرائیویٹ کمپنیاں XX نے بنائی ہیں۔ XX کے نیچے پرائیویٹ سیکورٹی کمپنیاں۔ XXXXXXXXXXXXXXXX۔ XXXXXXXXXXXXXXXX۔ تو اسپیکر صاحب! کُھل کے بات کرنی چاہیے۔ اگر ہم بلوچستان کے لوگ ہیں اور سمجھے کہاں ہیں یہ اغوا کار جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا ڈاکٹر صاحب نے مزید اگر کُھل کے بات کرتے تو اچھا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میرے دور میں اغوا برائے تعاون منافع بخش کاروبار تھا۔ ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتاتے کہ اِس منافع میں شریک کون کون تھے۔ یہ منافع کے استاد کون تھے کوئٹہ سے لیکر گوادر تک اِس کا کتنا فیصد کس کو جاتا تھا؟ شیخ رشید اُس وقت وفاقی وزیر داخلہ تھے اے این پی کے سینئر راہنما ارباب ظاہر کاسی صاحب مرحوم رحمت اللہ علیہ اغوا ہوگئے تھے۔ اُس نے کہا کہ کوئٹہ سے جو لوگ اغوا کئے جاتے ہیں۔ XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX۔ XXXXXXX۔ XXXXXXXXXX۔ XXXXXXXXXXX۔ XXXXXXXXX۔ ابھی بھی کوئٹہ میں، آج بھی کوئٹہ میں ایک صدیق نام کا تاجر بند ہے۔ صبح میرے پاس اُس کا بھائی آیا کہ مجھ سے ایک کروڑ روپے، ایک کروڑ مانگتے ہیں کہ ایک کروڑ دے دیں ہم اُس کو چھوڑ دیں گے، اُس سے ایک کروڑ روپے مانگ رہے ہیں۔ یہ آپ مجھے بتائیں ہمارے ایک صوبائی وزیر سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب ہے، اُس نے میڈیا کے سامنے بتایا کہ جناح روڈ کے ایک بینک میں بھتہ کے پیسے جمع ہوتے ہیں۔ ایک صوبائی وزیر نے فرمایا کہ جناح روڈ کے ایک بینک میں بھتے کے پیسے جمع ہوتے ہیں اسپیکر صاحب۔ جب ایک تنظیم کے ایک بھتہ جناح روڈ کے ایک بینک میں جمع ہوتا ہے۔ تو آپ کیسے امن کی توقع رکھتے ہیں۔ بلوچستان میں کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے یہ سیاسی مسئلہ ہے۔ سیاسی بنیاد پر، لیکن دہشتگرد، قاتل، اغوا کار، بھتہ خور یہ XX والے ہیں۔ میں بطورِ سیاسی کارکن

میری نفرت نہیں ہے میں بطورِ سیاسی کارکن میں گواہ ہوں۔ بہت ساری چیزوں کا میں بھی گواہ ہوں۔ مجھے بھی سب کچھ پتہ ہے، ہم بھی اِس سرزمین پر رہتے ہیں کوئی باہر کے لوگ نہیں ہیں۔ حالات خراب ہوں گے سب کے پاس پیسے ہیں کہ بلٹ پرُوف گاڑی خریدیں۔ آپ کے پاس بھی پیسے ہیں اسپیکر صاحب! وہ سرفراز بگٹی صاحب کے پاس بھی، کابینہ کے لئے بلٹ پرُوف گاڑی خریدیں۔ میرے پاس تو ایک موٹر سائیکل بھی نہیں ہے گاڑی تو اپنی جگہ، تو میری سیکورٹی کون دے گا۔ لیکن ان کے باوجود بلوچستان کے چوکوں پر ہم بتا رہے ہیں کہ قاتل کون ہیں، بلوچستان کے جناب یہ بتا رہے ہیں کہ دہشتگرد کون ہیں بلوچستان کی سرزمین میں بتا رہے ہیں کہ بدامنی، دہشتگردی کا ذمہ دار کون ہے۔ تو میں بطورِ سیاسی کارکن کہ مصور کاکڑ جو چار دِنوں سے لاپتہ ہے اغوا کیا ہوا ہے اور ہمارے بلوچستان میں جتنی دہشتگردی ہے XX، آخری بات میں کر رہا ہوں ایک منٹ میں، بہت شکریہ آپ نے نو مہینے سے اسمبلی میں آج پہلی دفعہ ٹوک نہیں رہے ہیں۔ تو اللہ آپ کو اجر دے۔ وہاں گوادر میں جو کھوسٹ گارڈ ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اِس XX کے ظلم و جبر کی وجہ سے آج بھی گوادر کی روڈ بند ہے۔ اِسی XX نے رِضوان نوجوان میرا ووٹر ہے، اِسی XX کے ظلم کی وجہ سے بیلہ میں اِس نے خودکش حملہ کیا۔ تو یہ XX کا جو ظلم ہے وہ آج بھی جاری ہے ہماری مائیں، تین دن پہلے ہماری بہنوں پر فائرنگ کی XX نے، ہماری عورتوں پر فائرنگ کی XXXX نے، XXXXXXX۔ ایف سی کو آپ نے پولیس کے اختیارات دیئے، ایف سی کو آپ نے کسٹم کے اختیارات دیئے، پولیس اور کسٹم کے اختیارات دیئے، پولیس اور کسٹم کے اختیارات۔ XXXXXXXXX اِ تو بلوچستان کا امن کا پہلا حل میرا یہ ہے مصور کاکڑ اغوا کار کا سرپرست اسپیکر صاحب! XXX۔ دہشتگردی اور قاتلوں کا ذمہ دار بلوچستان میں XX ہے۔ XXXXXXXXX۔ XXXXX۔ XXXXXXXX۔ XXXXXXX۔ XXXXXXXXX۔ آپ مجھے ایمانداری سے بتائیں، یہ ایوان بتائے کہ سرفراز بگٹی صاحب کے اختیارات زیادہ ہیں کہ کور کمانڈر کے، بتائیں ایمانداری سے بتائے، حلف اُٹھا کے بتائے کہ بلوچستان کے سرفراز بگٹی صاحب کے زیادہ ہیں یا کور کمانڈر کے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کریں میری آپ سے گزارش ہے آپ تجویز دیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں بتاؤں پورے نو مہینوں میں میری رائے یہ ہے کہ ان نو مہینوں میں جتنی دہشتگردی، معصوم بچے مَرے، بطورِ سیاسی پارلیمنٹرین یہ کور کمانڈر بلوچستان کو معطل ہونا چاہیے۔ آئی جی ایف سی کو معطل ہونا چاہیے۔ بلوچستان کے 85 ارب روپے لینے والوں کو معطل ہونا چاہیے، ہرنائی کے زیارت کے ڈی سی معطل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ کور کمانڈر بلوچستان کے معطل کرنے سے برخاست کرنے سے مسئلہ حل ہوگا۔ جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ آگے بڑھنے سے پہلے میں سابق رُکن اسمبلی نصراللہ خان زیرے صاحب کو ایوان

آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔نہیں نہیں، آپ کے اپوزیشن لیڈر نے ایک منٹ تشریف رکھیں۔میر سلیم خان کھوسہ صاحب، اگر آپ پارلیمانی لیڈرز کو بات کرنے دیں، بعد میں پھر دیکھیں گے۔محترمہ آپ کے لیڈر نے بات کی ہے اے این پی والے نے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ہادیہ نواز: ہمیں بھی ایک منٹ کا موقع ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، وہ بعد کی بات ہے، پہلے ایوان میں یہ decide ہوا تھا کہ جو پارلیمانی لیڈرز ہیں وہ یہاں بات کریں گے تو باقی پھر صادق صاحب کو ہم نے conclude کرنے بھی دینا ہے۔ٹائم بھی شارٹ ہے پھر اُنہوں نے ساروں کو بریفنگ بھی کرنی ہے، main مسئلہ جو ہے وہ۔جی سلیم خان کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن لیڈر صاحب نے جو اِس پر بات کرنی چاہی ہم نے صرف ایک تجویز رکھی تھی خدانخواستہ ٹریژی بینچز یہ نہیں چاہتے تھے کہ اِس topic پر بات نہ ہو۔بالکل ہونی چاہیے۔بلوچستان کا بہت اہم ایشو ہے۔ہم سب اِس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔اور ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔اِس کو مل بیٹھ کر حل کرنے کی کوشش کریں۔صرف ہماری یہ خواہش تھی کہ سی ایم صاحب ہوتے تو اور زیادہ بہتر تھا۔لیکن no-issue، سارے سینئر دوست بیٹھے ہوئے ہیں ڈاکٹر مالک صاحب ہیں، باقی سب دوست یہاں موجود ہیں۔اَب یہاں بہت سارے ایشوز ہیں جناب اسپیکر صاحب! لاء اینڈ آرڈر کی situation دو طرح کی ہے۔ایک تو overall جو بلوچستان میں ہے پچھلے دِنوں سے جو سلسلہ چل رہا ہے۔وہ بھی ایک بڑا ہی burning قسم کا ہے اُس کو بھی حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس کیلئے بھی ہمیں مل بیٹھ کر ایک طریقہ کار نکالنا پڑے گا اپوزیشن کے ساتھ، اپنے ٹریژی بینچز، even کہ سیکورٹی جو ہمارے ادارے اُن سب کے ساتھ ملکر ہم چاہتے ہیں کہ مستقل بنیادوں پر اس مسئلے کا حل نکلے تا کہ یہ بلوچستان میں جو ایک سلسلہ جو پچھلی دہائیوں سے پھیلا ہوا ہے جو روز بہ روز بڑھتا چلا جا رہا ہے پورا پاکستان اِس صوبے کی طرف دیکھ رہا ہے کہ یہاں معاملات کہاں جا رہے ہیں تو اُن سب کو seriously، نیک نیتی کے ساتھ ہم کئی دفعہ ہم سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھے ہیں کہ اِس کو ہم نے کہ جی ایسے جگہ پر discuss کرنا ہے اِس کا ہم نے اِس طرح solution نکالنا ہے تا کہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔یہاں بہت سارے لوگ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں، دیتے بھی ہیں کہ شاید گورنمنٹ آف بلوچستان وہ بہت زیادہ سختی کے موڈ میں ہے۔دیکھیں یہاں جو آج کل دہشتگردی کا ماحول بنا ہوا ہے۔کئی لوگ شاید کے آپ کے ساتھ بات کریں اور کئی لوگ شاید آپ کے ساتھ بات نہ کریں۔جس طرح کے حالات بنے ہوئے ہیں پچھلے دنوں یہاں جو ہماری سیکورٹی فورسز کے لوگوں کو شہید کیا گیا ہے۔جس طرح عام لوگوں کو، بلوچستانیوں کو، پاکستانیوں کو یہاں شہید کیا گیا۔اُن سب کو ہمیں دیکھنا پڑے گا۔ایسا

نہیں ہوگا کہ ہم صرف مذاکرات کے انتظار میں بیٹھے رہیں اور اِن چیزوں کو چھوڑ دیں۔ روز بہ روز چیزیں ہاتھ سے نکلتی جارہی ہیں۔تو میرے خیال میں بہت ساری چیزیں ہو رہی ہیں، بہتری بھی آپ کو آنے والے دنوں میں ضرور نظر آئے گی۔ہم سب کی خواہش ہے کوشش بھی ہے اِس کو بڑے smoothly طریقے سے حل کریں یہ مسئلہ اِتنا آسان بھی نہیں ہے کہ بہت جلد حل ہوگا۔ یہ بیٹھنے سے حل ہوگا۔ اِسکے جو مین ادارے ہیں کیونکہ ہمیں کُھل کر بات کرنی چاہیے کہ اُن کے بغیر بھی یہ چیزیں حل نہیں ہوسکتی ہیں۔جس طرح ڈاکٹر مالک جیسی شخصیت ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں باقی یہ پورا ایوان بلوچستان کی نمائندگی کررہے ہیں۔ یہاں پورے صوبے کے عوام نے اِن کو یہاں بھیجا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہتر طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں یہ جو بچے کے اغوا کا جو مسئلہ بنا ہوا ہے یہ بھی ایک بڑا دلخراش ہے بالکل ہم سب کو اس سے تکلیف پہنچی ہے اِس مسئلے کو حل بھی ہونا چاہیے اور گورنمنٹ اپنے طریقے سے اِس کو حل کرنے کی کوشش بھی کررہی ہے۔ میرے خیال میں کل سی ایم صاحب اُن کی فیملی سے ملے ہیں۔انہوں نے بھی اُن کو یقین دہانی کروائی ہے ہمارے جو سیکورٹی فورسز کے ادارے ہیں وہ بھی کوشاں ہیں۔ظاہر ہے ابھی ایک چیز ہوگئی ہے تو اُس میں تھوڑا سا ضرور ٹائم لگے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف بلوچستان میں یہ چیز نہیں ہوئی ہے کہ ایک بچہ اغوا ہوا ہے تو اِس کو ہم اِتنا بڑا، بالکل دلخراش ہے، تکلیف ہے، اُن کی فیملی میں جو اس وقت بے چینی ہوگی۔ اُس کو میں اُس طرح سے نہیں سمجھ سکتا ہوں جس کرب اور تکلیف سے گزر رہے ہوں گے۔لیکن یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ دنیا میں اِس طرح کے واقعات ہوتے ہیں یہ خدانخواستہ بلوچستان میں کوئی اس طرح کا پہلا واقعہ نہیں ہے یہ شاید آخری واقعہ بھی نہ ہو لیکن اِس کو اس طرح ہوا دینا بڑا غیر مناسب ہے میں سمجھتا ہوں یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اِس مسئلے کو حل کریں اور وہ اپنی ذمہ داریاں اِس وقت نبھا رہی ہے۔تو میری بھی گزارش ہوگی اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے۔ کیونکہ اپوزیشن کے دوست اُن کے پاس گئے ہیں۔اُن سے بات کی ہے۔گورنمنٹ کی طرف سے سی ایم نے اُن سے ملاقات کی ہے۔وہ فیملی سی ایم صاحب کے پاس گئی ہے سی ایم نے اُن کو یقین دہانی کروائی ہے۔سی ایم اور ہمارے ادارے اِس وقت جس پر یہ کام کررہے ہیں اُن سے رابطے میں ہیں۔اور اِس کی clue بہت سارے نکلے ہیں اور انشااللہ وتعالٰی کسی ناں کسی منزل پر بہت جلد پہنچ جائیں گے۔اور یہ بچہ بہت جلد بازیاب بھی ہو جائے گا۔لیکن اِسمبلی میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب تک کمیونٹی جو کمیونٹی ہے وہ بھی اپنی ذمہ داریاں لیں۔اِن کے والدین کو کچھ دن پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ خدانخواستہ یہ واقعہ ہوسکتا ہے تو تھوڑا سا آپ اِس پر الرٹ ضرور رہیے گا۔وہ اپنی بھی لاپروائی کرتے ہیں۔ذرا اِن چیزوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ایسا نہیں ہے کہ ہمارے ادارے سوئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ جی ہم آپ کو تھوڑا سا سیکورٹی دیتے دیں۔لیکن میرے خیال میں جو مجھے بتایا گیا شاید اس میں صداقت ہو یا ناں ہو۔اُنہوں نے اِس حوالے سے شاید انکار کیا۔ جو میں نے سنا ہے۔ اِس میں کتنی صداقت ہے۔

صداقت نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہیں سکتا ہوں لیکن ہمارے اداروں نے پہلے ہی اِن کوتھوڑی سی اِس پر انفارمیشن تھی۔تو یہاں تک بتایا گیا ہے۔اتنی جولا پروائی کی جائیگی تو پھر اس طرح کے واقعات ہو جاتے ہیں۔آپ کے پنجاب میں بھی اِس وقت اِس طرح کے کئی واقعات ہونگے۔سندھ میں بھی ہونگے۔کے پی میں بھی ہوں گے۔اِس دنیا کے نیو یارک اور پتہ نہیں کہاں کہاں ہوتے ہیں۔لیکن بلوچستان میں اِس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ خدانخواستہ بلوچستان جل رہا ہے دربدر ہے یہاں کوئی گورنمنٹ نہیں ہے یہاں کوئی سیکورٹی ادارے نہیں ہیں۔یہ کہنا بھی بڑا غیر مناسب ہے۔مولانا صاحب جو باتیں کرتے ہیں بہت بڑے جذبات میں آجاتے ہیں اور ممکن ہے کہ اُن کی بہت ساری باتیں ہوں گی۔اُن کے اپنے علاقے میں بہت ساری تکالیف ہوں گی۔لیکن ایک دَم کسی ادارے پر اتنا بڑا الزام لگانا بڑا غیر مناسب ہے۔دیکھیں جس معاشرے میں ہم رہتے ہیں وہاں ہر چیز پرفیکٹ نہیں ہوتی۔ہر ادارہ میں کچھ لوگ ہو سکتے ہیں۔آپ کچھ لوگوں کا کہہ سکتے ہیں۔کسی چیک پوسٹ پر کوئی ایسا بندہ ہوگا جو ٹھیک نہیں ہوگا۔اُس کی نشاندہی کریں۔تو گورنمنٹ اُس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرے گی۔یہ کہنا، اِن سیکورٹی اداروں کی کتنی قربانیاں ہیں کتنی شہادتیں ہیں۔یہ دن رات آپ کے لیے ہمارے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔اور آپ ایوان کے اندر اُن کے اوپر اتنی بڑی allegations لگاتے ہیں جو کہ بڑا غیر مناسب ہوگا۔میری یہی گزارش ہے اور اپنے دوستوں سے کہ سی ایم صاحب آجائیں تو اِس مسئلے پر ہمیں سب کو بیٹھنا پڑیگا۔اور اِس کا کوئی مستقل بنیادوں پر ہمیں حل ڈھونڈنا پڑے گا نکالنا پڑے گا۔ایشوز ہیں اِس میں کوئی دورائے نہیں ہیں۔ہم سب چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو اور اِس مسئلے کو حل کرنے کی جب تک یہ politicians آپس میں نہیں بیٹھیں گے تب تک میں سمجھتا ہوں کہ مسئلوں کا حل بہتر طریقے سے نہیں نکلے گا۔ہم تیار ہیں بیٹھنے کے لیے۔اور ہم بیٹھیں گے اور اِس مسئلے کا حل انشاءاللہ وتعالیٰ خوش اسلوبی کے ساتھ نکالے گا۔thank you۔

جناب اسپیکر: thank you thank you سلیم صاحب۔ **رخصت کی درخواستیں** سیکرٹری اسمبلی! آج کے سیشن کی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے رواں اجلاس سے، جناب اسفندیار کاکڑ صاحب نے آج اور 22 نومبر کی نشستوں سے جبکہ نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب صمد خان گورگیج صاحب، میر جہانزیب خان مینگل صاحب، میر شعیب نوشیروانی صاحب، میر اسد اللہ بلوچ صاحب اور محترمہ کلثوم صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: جی نعیم بازئی صاحب۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: مہربانی اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: نعیم صاحب! ایک آپ کو بتارہا ہوں جو آپ کے پاس لکھا ہوا ہے وہ پڑھنا not allowed۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: ٹھیک ہے۔ جناب اسپیکر! میں ایک فوری اور عوامی نوعیت کے مسئلے پر آپ سے چند لمحات چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ آپ سب کو معلوم ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: کہ مقامی تاجر کے بیٹے، 9 سالہ طالب العلم مصور کاکڑ کو گزشتہ روز اغوا کیا گیا جس کی بنیاد پر عوامی دھرنا جس میں تمام پارٹیاں شامل ہیں۔ اِس سلسلے میں اِس معزز ایوان سے اِس عوامی نوعیت کے مسئلے پر حکومتی توجہ چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! کیونکہ پورا شہر ڈسٹرب ہے۔ اِس سلسلے میں اِس ایوان اور حکومت کو مثبت اقدام اٹھانے چاہیئے۔ جناب اسپیکر! تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں اور یہ ایوان فوری طور پر ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دے تاکہ دھرنے کے شرکاء سے مذاکرات کریں۔ اور اِس شہر کے عوام کو اِس تکلیف سے دُور کریں۔ جناب اسپیکر! آخر میں مَیں Ex-MPA نصر اللہ خان زیرے صاحب کو اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہوگیا۔ ہوگیا thank you thank you۔ جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جناب اسپیکر! یہاں بہت سی تقریریں ہوئیں اور حکومتی پالیسیوں پر تنقید اور تجاویز اور ایسے ادارے جو اس صوبے کے بہت ذمہ دار شخصیات ہیں انکے بارے میں مولانا کی تقریر کی مَیں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ مالک اچھا ہو تو چوکیدار اپنے فرائض بہت اچھے طریقے سے نبھاتے ہیں۔ یہ گوادر کی گلیوں کی تقریریں مولانا صاحب یہاں نہیں کریں۔ کور کمانڈر اور آئی جی صاحب اس ریاست اور اس حکومت کا حصہ ہیں جس طریقے سے یہ پارلیمنٹ ہے وہ بھی ہمارے اس پالیسی ساز ادارے میں شامل ہیں۔ جو بحث و مباحثہ اس پارلیمنٹ کے اندر ہوتا ہے اور چیف منسٹر اُن پالیسیوں پر implement کراتے ہیں اُنہی اداروں سے۔ جب یہاں آپ کھڑے ہو کے ایک واحد شخص مولانا صاحب آپ ہیں جو اس قسم کی غلط حرکات کرتے ہیں گوادر کا جلسہ نہ سمجھیں یہاں۔ یہاں اس پارلیمنٹ کے لئے پیپلز پارٹی نے ہمارے قائدین نے اذیتیں برداشت کی ہیں۔ ہم لوگوں نے کوڑے کھائے ہیں۔ جیلوں کی اذیتیں برداشت کی ہیں۔

جناب اسپیکر: Address the Chair please. صادق صاحب۔

وزیر آبپاشی: جی جناب اسپیکر! جہاں تک اِس واقعے کا تعلق ہے۔ اِس پورے ایوان میں ہمارے ممبران بیٹھے

ہیں۔اور ہمارے ذمہ داران بھی یہاں ڈی آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ہوم سیکرٹری کمشنر صاحب بھی کیونکہ وہ بول نہیں سکتے، وہ لکھ سکتے ہیں۔ بتا سکتے ہیں کہ ان کی تفتیش کہاں کہاں تک پہنچی ہے۔اور اس سلسلے میں چیف جسٹس صاحب نے بھی دو دفعہ ان کے لواحقین کو کال کی ۔جس میں چیف سیکرٹری صاحب موجود رہے، آئی جی صاحب، ہوم سیکرٹری کمشنر صاحب، یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو یہاں انکی باتوں کو اوپن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ریاست اور چیف منسٹر صاحب یا ریاستی ادارے law enforcement agencies جن کی ذمہ داری بنتی ہے وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے محسوس کرتے ہیں۔ وہ فرائض وہ کام اُسی پر کر رہے ہیں سب کی ہمدردیاں ہیں صرف ایک پارٹی کی نہیں ہے جو پارٹی بنگلہ دیش میں دہشتگردی پھیلاتے رہے، کراچی میں دہشتگردی پھیلاتے رہے، یہ دہشتگردی آج صرف بلوچستان میں نہیں ہو رہی ہے بلکہ پورے ملک میں، پوری دنیا کے اندر ایک دہشتگردی کی لہر ہے۔ اِس لہر کا مقابلہ جیسے ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ ہم تمام سیاسی جماعتوں کا، بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتوں کا، یہاں کے قبائل کا، یہاں کے جو لوگ اِس پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہیں، ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔آئیں، پچھلی دفعہ جب ایک واقعہ ہوا تو ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم ڈاکٹر مالک بلوچ کی قیادت میں چلنے کے لیے تیار ہیں۔تمام مسائل پر یہ سب لوگوں کا مسئلہ ہے۔اگر یہاں آ کر روزانہ ہم صرف اس ایشو پر بحث کریں۔ کہ جی یہ ہوا ۔ یہاں کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر دھماکہ ہوا، کتنے law enforcement agencies کے ادارے کے لوگ شہید ہوئے۔کیا مولانا صاحب نے یہاں فاتحہ پڑھی؟ کیا میجر ہرنائی میں شہید ہوئے کیا اُس کی ماں باپ نہیں تھے کیا اُس کی بیوی نہیں تھی؟ اس کے لیے آپ نے بات کی ؟ ہزاروں کی تعداد میں، قلات میں پرسوں رات حملہ ہوا۔ وہاں ایف سی کے جوان شہید ہوئے، کیا آپ نے اس کے لیے تعزیت کی؟ ٹھیک ہے، بات یہ ہے کہ بات کرنا مولانا صاحب ہمیں بھی آتی ہے۔ ہمارے جو پارلیمانی حکومتی جماعت میں دوست بیٹھے ہیں اُن کو بھی آتی ہے۔لیکن پوری حکومت کو، حکومتِ پاکستان، صدرِ پاکستان، وزیر اعظم، کور کمانڈر، آئی جی ایف سی، ہوم سیکرٹری، ڈی آئی جی، آئی جی تمام اداروں کی دن رات یہ کوشش ہے کہ یہ بچہ زندہ واپس آ جائے۔ جبکہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے۔کل اگر آئی جی، ڈی آئی جی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ صادق! آپ کل بولان میں نہیں جانا، تو مَیں نہیں جاؤں گا۔ جب ادارے کسی کو اطلاع دیتے ہیں کہ یہ خدشات ہو سکتے ہیں۔کل تو اُن خدشات کے پیش نظر ہمیں اپنی سیکیورٹی کا، اپنے اُن بچوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ یہ صرف یہاں ایک مَیں بتا تا چلوں آپ دوستوں کو ان لوگوں کا چیف منسٹر کے خاندان اُنکے بچوں کو بھی اغوا کرنے کا پروگرام تھا۔ یہ لیاقت لہڑی صاحب سامنے بیٹھے ہیں، اِن کے بچے بھی ٹارگٹ تھے۔ایک ملزم پکڑا گیا ہے جس نے اِس بات کا انکشاف کیا۔مَیں یقین دلاتا ہوں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے، پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے کہ ہم اور ہماری حکومت، مسلم لیگی دوست بھی بیٹھے ہیں ہمارے یہاں صوبے

کے اندر اتحادی ہیں۔ وفاق میں بھی صوبے کے اندر بھی۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ یہ بچہ باحفاظت باسلامت اپنے خاندان کے اپنے ماں باپ کے پاس آجائے۔ جو لوگ دھرنا دے کے بیٹھے ہیں میں کہتا ہوں کہ خیرخواہ نہیں ہیں اُس بچے کے۔ مولانا صاحب! آپ بھی دھرنے میں جا کر بیٹھ کے تقریریں کرتے ہیں، لوگوں کو مشتعل کرتے ہیں، اشتعال دلاتے ہیں، یہ خیرخواہی کا راستہ نہیں ہے۔ خیرخواہی کا راستہ یہ ہے کہ انڈرٹیبل ہمارے law enforcing ادارے جو کام کررہے ہیں اس پر دن رات۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہوم سیکرٹری کو آپ نے ابھی بلا کے چھ گھنٹے یہاں بٹھا دیا ہے۔ اگر چھ گھنٹے وہاں دفتر میں بیٹھ کے کام کرتے اِسی ایشو پر، ہم نے اُن لوگوں کا وقت ضائع کیا۔ ہم تمام دوستوں نے یہ تجویز دی ہے، اپوزیشن کے دوستوں سے بھی، مَیں اُن کے پاس چلا بھی گیا۔ ہم نے کہا کہ جناب یہ چیف منسٹر آئیں گے اِس ایشو پر چیف منسٹر نے کل رات دو گھنٹے اُس کے والدین کو سمجھایا، بتایا، حقائق بتائے کہ ہم کام کررہے ہیں۔ یہ ہمارے علاقے میں ایک اغوا برائے تاوان کی وارداتیں، شکارپور، لاڑکانہ، نصیرآباد میں بہت ہوتے تھے۔ اس کو، اُن کا طریقہ یہ ہے کہ بااثر قبائلی لوگ، اُن کا اثر ہوتا ہے، جن کا بارڈر پر اُس طرف بھی تعلق ہے اِس طرف بھی تعلق ہے۔ مَیں کہتا ہوں، مَیں نے زمرک خان کو ابھی کہا تھا کہ بھائی آپ جائیں۔ میں کہتا ہوں عبدالخالق صاحب کو بھی درخواست کروں گا آپ بارڈر پر رہتے ہیں آپ کا اثر ورسوخ ہے۔ اصغر ترین صاحب بیٹھے ہیں پشین سے اُن کا تعلق ہے اُس علاقے سے اثر ورسوخ ہے۔ تو وہ بھی اپنے قبائلی، سیاسی اثر ورسوخ استعمال کریں، رابطے کرنے کی کوشش کریں۔ ہم اداروں سے مل کر کہ بھئی! جہاں تک ہم تعاون کرسکتے ہیں، پورا ایوان اِس بچے کی برآمدگی کے لیے، اگر مولانا صاحب آپ کہتے ہیں ابھی ہم پورا ایوان چلے جاتے ہیں۔ چلے جاتے ہیں چمن میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن جو طریقہ کار ہے حکومت کا، اُس کو اُن طریقوں پر چلنے کا موقع دیں۔ دیکھیں! یہ باتیں یہاں فلور پر کرنے کی نہیں ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی جب میٹنگ ہوتی ہے، مَیں پارٹی کا بانی ہوں، مَیں سینئر آدمی ہوں لیکن مَیں اُس میٹنگ میں جا کر بیٹھتا نہیں ہوں کیونکہ چیف منسٹر، کور کمانڈر صاحب، ہوم سیکرٹری، کمشنر، جو انتظامیہ ہے جن کی ذمہ داری ہے وہ ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ڈپٹی کمشنر، کمشنر، ہوم سیکرٹری یا یہ سارے لوگ بے بس بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ حکومت مخلوط حکومت ہے بلوچستان کی۔ آپ جس طرح سے مَیں ایم پی اے ہوں مولانا صاحب آپ کو بھی اِتنی مراعات ملتی ہیں۔ XXX۔XXX۔XXXX۔۔۔۔(مداخلت) ایک منٹ، آپ نے تقریر کی میں نے مداخلت نہیں کی۔ میں نے تقریر نہیں کی آپ کے بارے میں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ کرپشن بتائیں۔ XXXXXX۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب۔

وزیر آبپاشی: سر! اِن کو چپ کرادیں۔ XXXXXXXX۔۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! چیئر کو ایڈریس کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ مجھے مخاطب کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! چیئر کو ایڈریس کریں۔

وزیر آبپاشی: آپ نے تقریر کی میں نے نہیں بولا۔ آپ نے کور کمانڈر اور آئی جی کے بارے میں غلط باتیں کیں ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: مولانا صاحب تشریف رکھیں۔ بٹھائیں مولانا صاحب کو بٹھائیں۔ چھوڑ دیں۔ علی مدد تشریف رکھیں پلیز۔ بیٹھیں بیٹھیں مولانا صاحب بیٹھیں پلیز۔ صادق صاحب پلیز continue کریں اپنی speech کو۔ ok مولانا صاحب! بس کافی ہے میرے خیال میں۔

وزیر آبپاشی: اُنہوں نے کور کمانڈر اور آئی جی کے بارے میں جو ریمارکس دیئے ہیں مولانا نے وہ حذف کیے جائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: جی جو بھی الفاظ استعمال ہوئے ہیں آج کے سیشن میں کسی ادارے کے متعلق یا کسی شخص کے متعلق وہ تمام الفاظ آج کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ مَیں ایک فائنل ریمائنڈر وہ تمام پارلیمانی لیڈرز کو کہ سیشن کے بعد آپ سے گزارش ہے کہ اسپیکر چیمبر میں تشریف لائیں تاکہ آپ کو آج تک کی جو بھی پروگریس ہے، اِس لڑکے کی تلاش کے متعلق آپ کو بریف کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 22 نومبر 2024ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆

☆ بحکم جناب اسپیکر تمام غیر پارلیمانی الفاظ xxxxxxxxxxx کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔